عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ختمِ نبوّت
ختمِ شریعت

جلد: ۳۸ | ۳ تا ۹ رمضان ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مئی ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۱۸

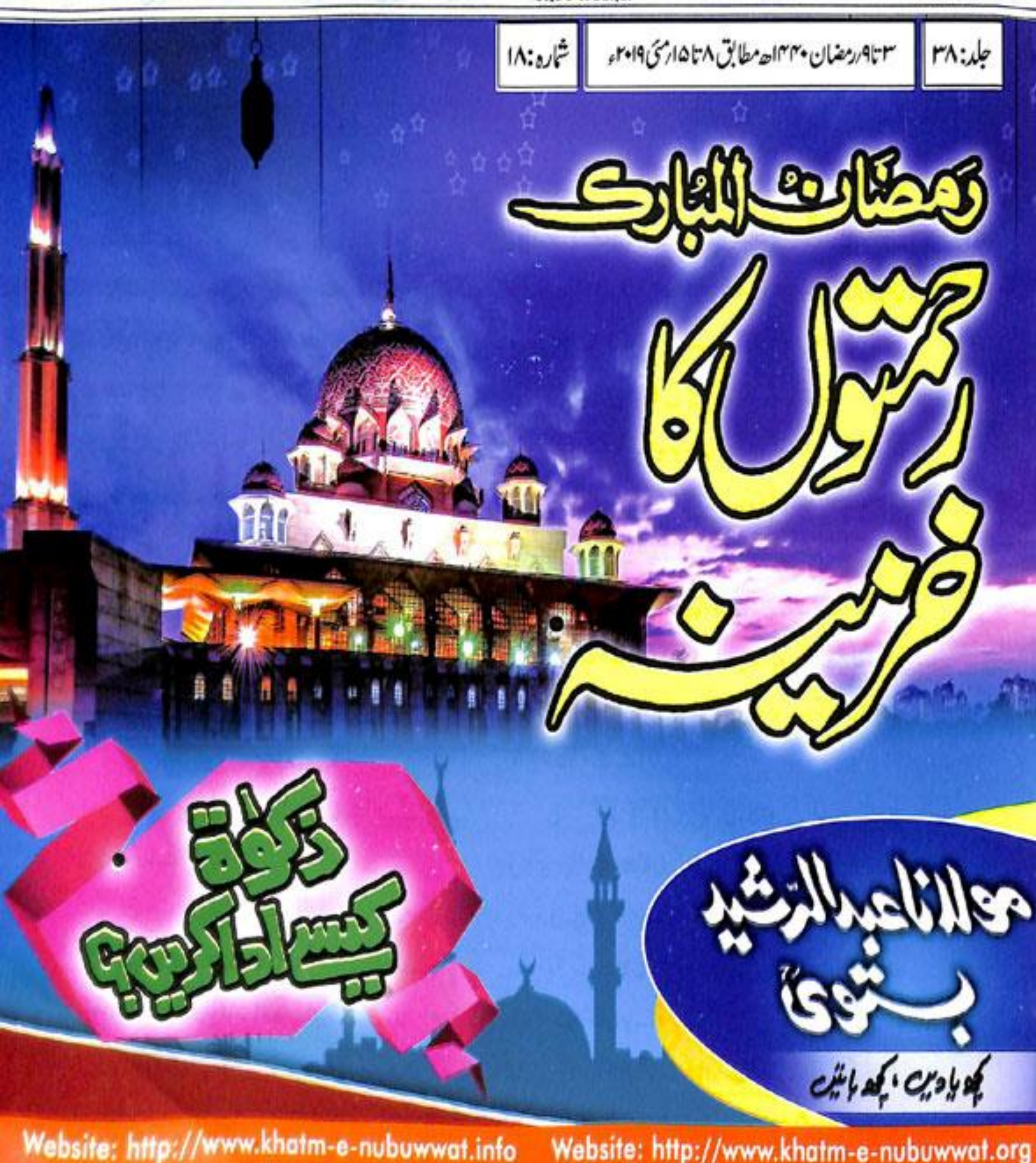

رمضان المبارک رحمتوں کا خزینہ

زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

مولانا عبدالرشید بستویؒ
کچھ یادیں، کچھ باتیں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

اشیاء رہن یا گروی رکھنا

س:...... اسلام میں کوئی چیز گروی یا رہن رکھوانا درست ہے؟ کیا یہ سود کے زمرہ میں نہیں آتا؟

ج:...... کسی سے اپنا حق وصول کرنے کے لئے اس کی کوئی چیز روک لینا ''رہن یا گروی'' رکھنا کہلاتا ہے اور یہ جائز ہے، لیکن شرعاً رہن کے طور پر جو چیز رکھی جائے، اس سے خود کوئی فائدہ حاصل کرنا اور اس کو اپنے استعمال میں لانا یا پھر کسی دوسرے کے استعمال میں دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ سود ہے۔ خواہ رہن رکھنے والے سے طے کرکے رہن کو استعمال کرے یا طے نہ کرے، لیکن اس کا استعمال معروف ہو۔ دونوں صورتوں میں سود ہی ہے۔ ''والغالب من احوال الناس انہم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ..... وھذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف بالمشروط وھو مما یعین المنع۔'' (شامی:۴۸۲، ج:۶)

ننگے سر نماز پڑھنا

س:...... کیا بغیر ٹوپی کے نماز مکروہ ہوتی ہے؟ اور ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے اور اسلاف امت سے سر ڈھک کر نماز پڑھنا ثابت ہے، چاہے ٹوپی پہن کر نماز پڑھیں یا عمامہ باندھ کر۔ اس لئے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔'' قال فی شرح التنویر فی مکروہات الصلوۃ وصلوتہ حاسراً ای کاشفاً رأسہ لتکاسل۔'' (شامی) اسی طرح تہبند، شلوار، پاجامہ، پینٹ ٹخنوں سے نیچے کرنا گناہ اور ناجائز ہے۔ نماز میں بھی اور نماز کے علاوہ بھی۔ حدیث شریف میں ہے: ''جو شخص نماز پڑھے اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے۔'' ''ثم قال انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لایقبل صلوۃ رجل مسبل۔'' (ابوداؤد، ص:۲۰۹، ج:۲)

سیّد لڑکی کا نکاح غیر سیّد لڑکے سے کرنا

س:...... میں ایک سیّد خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، میری ۴ بیٹیاں ہیں، چاروں ہی غیر شادی شدہ ہیں۔ میرے خاندان کے رواج کے مطابق ایک سیّد لڑکی کی شادی غیر سیّد لڑکے سے نہیں کرسکتے۔ سیّد لڑکے کے انتظار میں بچیوں کی عمریں گزرتی جارہی ہیں، میں بہت پریشان ہوں کہ ایسے میں کیا کروں؟ آپ مجھے اسلام کی روشنی میں یہ بتایئے کہ کیا سیّد لڑکی کا نکاح غیر سیّد لڑکے کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہمارے خاندان والوں کا یہ رواج شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج:...... شرعاً سیّد لڑکا تو غیر سیّد لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔ لیکن سیّد لڑکی کا غیر سیّد لڑکے سے نکاح صحیح ہونے کے لئے لڑکی کے ولی کا اجازت دینا ضروری ہے، غیر کفو ہونے کی وجہ سے۔ لہٰذا سیّد لڑکی کے ولی کی اجازت سے غیر سیّد لڑکے سے نکاح کرنا درست ہے۔ اگر دینی اور دنیاوی اعتبار سے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو لڑکی کا نکاح کردینا چاہئے۔ سیّد لڑکوں کے انتظار میں لڑکیوں کو بلاوجہ بٹھائے رکھنا درست نہیں ہے اور آپ کے خاندان والوں کا یہ رواج بھی شرعاً غلط اور قابلِ ترک ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۹تا۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵تا۲۸مئی ۲۰۱۹ء شمارہ:۱۸

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

الخلیفۃ المهدیؒ..... رسائل کی جدید طباعت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان المبارک..... رحمتوں کا خزینہ	۷	مفتی عبدالقیوم دین پوری
زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟	۱۰	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی
ختم نبوت ختم شریعت	۱۳	مولانا بلال عبدالحئی ندوی
خانوادۂ نوروعثمانی کا اک چراغ (۴)	۱۵	مولانا محمد طلحہ رحمانی
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۶)	۱۸	مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا عبدالرشید بستویؒ.....	۲۰	مولانا شفیق احمد بستوی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی پروگرامز	۲۵	ادارہ
مولانا بشیر احمد فاضل پوریؒ کا سانحہ ارتحال	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

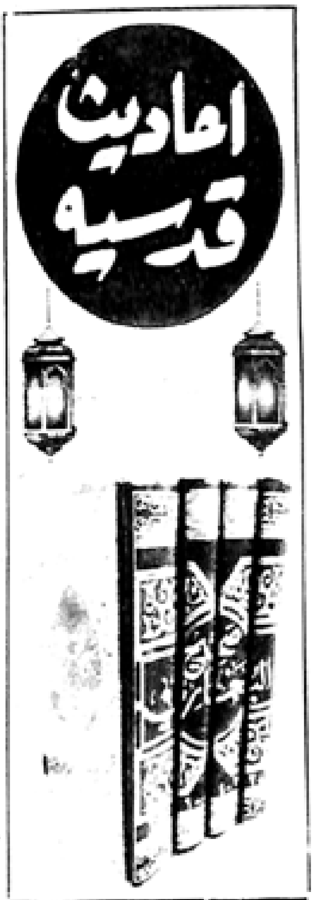

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

قیامت

حدیث قدسی ۱۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا اور فرمائے گا: یہ تمہاری نیکیاں اور عمل معروف ہیں، میں نے ان کو قبول کرلیا تم ان کو لے لو۔ بندے عرض کریں گے: اے ہمارے معبود اور اے ہمارے سردار! ہم ان نیکیوں کو کیا کریں؟ آپ ہی ان اعمال کے زیادہ مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اس معروف کو کیا کروں میں تو خود ہی معروف کے نام سے مشہور ہوں، ان کو لے جاؤ اور ان لوگوں پر صدقہ کردو جو گناہوں میں لتھڑے ہوئے ہیں، چنانچہ یہ لوگ اپنے دوستوں اور اپنے گناہگار متعلقین پر صدقہ کردیں گے، جن کے گناہ پہاڑوں کی مانند ہوں گے، وہ گناہگاران معروف اور نیک کاموں کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔ (ابن بخار)

مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہارے اعمال قبول کرلئے اور تم کو ہدیہ کے طور پر واپس کرتے ہیں تاکہ تم اپنے گناہگار دوستوں پر صدقہ کردو اور ان کی بھی بخشش ہوجائے۔

حدیث قدسی ۱۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو لوگ اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے مزامیر سے محفوظ رکھتے تھے ان کو علیحدہ کرو، چنانچہ ان تمام لوگوں کو مشک اور عنبر کے ٹیلوں پر جمع کیا جائے گا، پھر ملائکہ سے فرمائے گا: ان سے میری تسبیح اور میری تمجید سنو، پس ملائکہ ان لوگوں سے ایسی آوازیں سنیں گے جو کبھی کسی سننے والے نے نہیں سنی۔

(دیلمی، دار قطنی)

یعنی یہ لوگ خدا کی تسبیح اور اس کی بزرگی ترنم سے پڑھیں گے، چونکہ دنیا میں ناجائز آوازوں سے محفوظ رہے تھے، اس وجہ سے ان کو خوش آواز سے نوازا جائے گا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

قبر میں اتارنا

تدفین کے بعد میت کے لئے دعا کرنا بھی ثابت ہے۔

نشانی کے طور پر قبر پر کتبہ لگانا جائز ہے، البتہ اس پر قرآنی آیات و احادیث وغیرہ جیسے مقدس کلمات لکھوانا بے ادبی کے خوف سے نامناسب ہے۔

س:.....قبرستان میں جانے کے متعلق شریعت کی کیا تعلیم ہے؟

ج:.....دنیا کی بے ثباتی، آخرت کی یاد دل میں پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ زیارت قبور بھی ہے، مستحب یہ ہے کہ کبھی کبھی قبروں کی زیارت کے لئے بھی جایا جائے۔ اہلِ قبور کے لئے دعائے مغفرت کے لئے بھی قبرستان جانا سنت سے ثابت ہے۔

قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے تمام اہل قبور کی نیت کرکے ان الفاظ میں سلام کیا جائے:

”السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر“

ترجمہ: ”سلام پہنچے تم کو اے اہلِ قبور! بخشے ہمیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ، تم آگے جانے والے ہو اور ہم تمہارے قدم پر ہیں۔“

اس کے بعد جتنا اور جہاں سے ممکن ہوسکے زبانی یاد یا دیکھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرکے اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچایا جائے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

س:.....ایصال ثواب کے متعلق شریعت کیا بتلاتی ہے؟

ج:.....ایصال ثواب کا ثبوت بھی حدیث مبارکہ سے ملتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان جو بھی نفلی، مالی یا جانی عبادت کرتا ہے اور اس میں اخلاص بھی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرلیتا ہے اور انسان کو اس پر ثواب ملتا ہے۔ انسان وہ ثواب اپنے مرجانے والے متعلقین کو اللہ تعالیٰ سے درخواست کرکے منتقل کرادے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فلاں فلاں کو مرحمت فرمادیجئے۔ (واضح رہے کہ یہ ثواب زندوں کو بھی پہنچایا جاسکتا ہے) البتہ یہ ایصال ثواب دن، تاریخ، وقت اور جگہ کی قید کا محتاج نہیں ہے۔ ہر وقت، ہر پاک جگہ سے کسی بھی قسم کی نفلی عبادات کرکے پہنچایا جاسکتا ہے۔ (عمدۃ الفقہ، ج:۲، ص:۵۴۱)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

الخلیفة المہدی رضی اللہ عنہ اور الأربعین فی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسائل کی جدید طباعت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلامٌ علی عبادہٖ الذین اصطفٰی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو سمجھانے کی غرض سے اپنی دونوں انگلیوں کو ملاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”أنا و الساعة کھاتین “..... ”میں اور قیامت اِن دو انگلیوں کی طرح ہیں۔“ یعنی دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں، میں آ گیا ہوں اور اب میرے متصل قیامت نے ہی آنا ہے۔

رہا یہ سوال کہ قیامت کب آئے گی؟ قرآن کریم اور سنتِ نبویہ کی نصوص کے اعتبار سے اس کا قطعی اور یقینی وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں۔ البتہ اس کی علامات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہیں، جو کچھ علاماتِ صغریٰ اور کچھ علاماتِ کبریٰ کہلاتی ہیں۔ منجملہ ان علاماتِ کبریٰ کے حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور اور آمد بھی ہے۔ آپ کی پیدائش، آپ کا نسب، آپ کا نام، آپ کے والد ماجد کا نام، مقامِ پیدائش، مقامِ ظہور، مقامِ حرب، سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ صحیحہ متواترہ میں بیان فرمادیا ہے، جس پر مختصر اور مبسوط کئی کتب مطبوعہ شکل میں موجود ہیں، انہیں احادیث کی بنا پر ہر دور کے محدثین اور اکابر علمائے اُمت قیامت کے قریب حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد کی خبر دیتے آئے ہیں۔ پیشِ نظر کتاب ”الخلیفة المھدي في الأحادیث الصحیحة “ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کی تالیفِ انیق ہے۔ آپ اس کتاب کی وجہ تالیف اور مقصدِ تحریر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بعض مجالسِ علمیہ میں مہدی موعودؓ کا ذکر آیا تو کچھ ماہرینِ علم نے مہدی موعودؓ سے متعلق وارد حدیثوں کی صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے متعلق مروی حسن وضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو جمع کردوں، تاکہ لوگ اس سے نفع اُٹھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تبلیغ بھی ہوجائے۔ نیز ان حدیثوں کے جمع وتدوین سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھا جائیں، جنہیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے، جیسے علامہ ابن خلدون وغیرہ۔ یہ حضرات، اگرچہ فنِ تاریخ میں معتبر ومستند ہیں، لیکن علم حدیث میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔“

۱:- کتاب کے شروع میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے بیش قیمت مقدمہ کے علاوہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی نور اللہ مرقدہٗ کے قلم سے ”کچھ کتاب کے متعلق“ کے عنوان سے اس کتاب کا بہترین تعارف کرایا گیا ہے۔

۲:-’’الخليفة المهدي في الأحاديث الصحيحة‘‘میں (۳۷) احادیث ہیں جوکل کی کل صحیح احادیث ہیں۔

۳:-’’الـذيل والاستدراک ‘‘ کے تحت حضرت مولانا حبیب الرحمن قاسمی نور اللہ مرقدہٗ نے نو صحیح احادیث کا اضافہ کیا ہے۔اس اعتبار سے اس کتاب میں مکمل ۴۶ صحیح احادیث آ گئی ہیں۔

۴:-جن کتب احادیث سے احادیث نقل کی گئی ہیں،ان کتب کا حوالہ جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ دیا گیا ہے۔

۵:-اس طرح جہاں جہاں رجالِ سند پر حضرت مدنیؒ نے کلام کیا ہے،اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے۔

۶:-غریب اور مشکل الفاظ کی کتب لغت سے تشریح نقل کر دی ہے۔

۷:-تمام احادیث کا اُردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔

یہ کتاب پہلے دارالعلوم دیوبند (انڈیا) میں شائع ہوئی، پاکستان میں کتابی شکل میں شائع کرنے کا اعزاز سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہوا اور یہ کتاب شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کی جہدِ جلیلہ ’’احتسابِ قادیانیت‘‘ (جو ساٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، جسے فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے انسائیکلو پیڈیا کے نام سے موسوم اور معنون کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا) کی پندرہویں جلد میں شامل ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس علمی اور شعبہ نشر واشاعت کے ذمہ داران کا مشورہ اور تقاضا ہوا کہ اس کتاب ’’الخليفة المهدي في الأحاديث الصحيحة ‘‘اور’’الأربعين في خاتم النبيين ﷺ‘‘ ہر دو کتب کو ازسرِ نو کمپوزنگ اور طباعت کے مراحل سے گزار کر یکجا کتابی شکل میں شائع کیا جائے، جس کی نگرانی مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب زید مجدہٗ کے سپرد کی گئی،حضرت قاضی صاحب نے راقم الحروف کے ذمہ لگایا۔ بندہ نے دونوں کتب کی ازسرِ نو کمپوزنگ کرائی،احادیث کو اصل مأخذ سے ملایا گیا،اور پروف ریڈنگ کے مراحل سے گزار کر اس کتاب کی تیاری مکمل کر چکا تھا،صرف حرفِ آغاز لکھنا رہ گیا تھا۔اپنی دوسری ذمہ داریوں میں ایسا مصروف اور منہمک ہوا کہ اسے بھول ہی گیا،اچانک حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب زید مجدہٗ اور چند گھنٹوں بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی کا اچانک فون آیا کہ حضرت! یہ کتاب بیس روزہ ختم نبوت کورس کے نصاب میں شامل کی گئی ہے اور اس کی جلد اشاعت کی ضرورت ہے۔ بندہ نے اسی وقت ای میل کے ذریعہ کتاب لاہور بھیج دی اور رات کے تین بجے یہ حرفِ آغاز مکمل کیا۔

واضح رہے کہ’’الأربعين في خاتم النبيين ﷺ‘‘ مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے صدر المدرسین حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب دامت برکاتہم کی تالیف ہے، جسے آپ نے شفاعت نبوی کے حصول کی غرض سے چالیس احادیث کو جمع فرمایا ہے۔ان احادیث میں عقیدہ ختم نبوت، رفع ونزول مسیح علیہ السلام، سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی آمد، دجال کا خروج اور علاماتِ قیامت کا ذکر ہے اور آخر میں خطبۂ جمعہ بھی دیا گیا ہے، جو خطباء حضرات کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔خطباء حضرات سے درخواست ہے کہ وہ خطبۂ جمعہ کے لئے ان احادیث مبارکہ اور اس خطبۂ جمعہ سے استفادہ فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ قارئین کے لئے باعث ہدایت اور نافع بنائے۔ راقم الحروف،تمام اکابر وجملہ کارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے نجاتِ آخرت کا ذریعہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حصول شفاعت کا وسیلہ بنائے، آمین

وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين!

رمضان المبارک.....رحمتوں کا خزینہ

مفتی عبدالقیوم دین پوری

ماہ رمضان اپنی لامتناہی برکتوں‘ بے پناہ رحمتوں‘ لامحدود انعامات اور امتیازی خصوصیات کو سمیٹے ہوئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہے‘ لیجیے سرکش شیطان قید کردیے گئے‘ اعمال کا اجروثواب بڑھادیا گیا‘ جنت کو صالحین کے لئے مزین کردیا گیا‘ ہزار مہینوں سے افضل رات بھی دے دی گئی‘ پہلے عشرہ کو ذات ذوالمنن کے بحر رحمت کی جولانیوں کا مظہر قرار دے دیا گیا‘ دوسرے عشرے کو مغفرت و بخشش اور گناہوں کی معافی کے پروانے جاری کرنے کے لئے منتخب کرلیا گیا‘ آخر تو آخر ہے‘ جہنم سے آزادی اور چھٹکارے کے لئے احسان الٰہی‘ رحمتِ خداوندی بہانوں کی تلاش میں گم ہوگئی کیونکہ وہ تو تھوڑی سی توجہ اور رجوع الی اللہ سے موسلا دھار برستی ہے۔

کس قدر سعادت مندی ہے کہ ماہ رمضان کی ان ساعتوں کو قیمتی اور غنیمت جان کر ان سے پورے طور پر نفع اٹھایا جائے کیونکہ:

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

روزہ کا مفہوم وفلسفہ:

روزہ ارکانِ اسلام میں سے تیسرا اہم رکن اور عمود ہے۔ عربی میں اس کو ”صوم“ سے تعبیر کیا جاتا ہے‘ جس کے لفظی معنی ”روکنے اور چپ رہنے“ کے ہیں۔ بعض مواضع میں صوم کو صبر بھی کہا گیا ہے اور صبر کا معنی ضبط نفس‘ ثابت قدمی اور استقلال ہے‘ ان معانی لغویہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ دین اسلام کی اصطلاح میں روزہ کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ ہوائے نفسانی‘ خواہش بہیمی سے اپنے آپ کو روکنا اور حرص و ہوس کے پھسلا دینے والے مواقع میں ثابت قدم رہنے کا نام ”صوم“ ہے۔ عام طور پر نفسانی خواہشات کا مظہر تین چیزیں ہیں: کھانا‘ پینا اور مرد وعورت کے جنسی تعلقات۔ ان اشیأ ثلاثہ سے ایک مدت متعینہ تک رکے رہنے کا نام اصطلاح فقہ وشرع میں صوم ہے‘ لیکن ان ظاہری خواہشات کھانے پینے وغیرہ سے رکے رہنے کا نام ہی روزہ نہیں بلکہ باطنی خواہشات اور برائیوں سے دل ودماغ‘ اعضاء وجوارح کا محفوظ رکھنا بھی روزہ کے معنی ومفہوم میں داخل ہے‘ حق تعالیٰ شانہ کے خاص بندوں کے نزدیک روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ ایام رمضان میں ظاہری خواہشات سے رکے رہنے کے ساتھ ساتھ باطنی برائیوں سے بھی اجتناب واحتراز کیا جائے۔

روزہ امراض روحانیہ کے لئے اللہ جل مجدہ کی طرف سے اکسیر اعظم ہے‘ چونکہ یہ ایک قسم کی دوا ہے اور دوا کو بقدر دوا ہی ہونا چاہئے‘ اگر پورا سال اس دوا میں صرف کردیا جاتا تو ایک غیر طبعی‘ غیر موزوں علاج ہوتا اور مسلمانوں کی جسمانی جدوجہد کا خاتمہ ہوجاتا‘ ان کی شگفتگی مزاج مٹ جاتی اور عمدگی طبع مضمحل ہوکر رہ جاتی‘ اور اگر ایک دو دن کا تنگ ومحدود زمانہ رکھا جاتا تو اتنی قلیل مدت میں وہ مقاصد حاصل نہ ہوتے جن کے لئے روزہ کی مشروعیت اور فرضیت ہوئی‘ چنانچہ ایک ماہ کی مدت عبادۃ صوم کی ادائیگی کے لئے تخصیص وتحدید کردی گئی‘ تاکہ افراد ملت بیک وقت اس فریضہ خداوندی کو ادا کرکے اسلام کے نظام وحدت کا مظاہرہ کریں‘ پھر اس کے لئے وہی زمانہ اور مہینہ مناسب ہوا جس میں قرآن حکیم کا نزول شروع ہوا۔

اسلامی عبادات واحکام کا قالب روح سے مزین ہے اور ان میں روحانیت خوب جلوہ گر ہے‘ ان سے جسمانی ریاضت مقصد نہیں‘ اگرچہ ضمناً و تبعاً حاصل ہوتی ہے‘ ورنہ تو نماز سے پہلے روزہ کی فرضیت ہوتی اس لئے کہ روزہ عرف عام میں فاقہ کشی کا نام ہے۔ اہل عرب کو معاشی واقتصادی بدحالی کی وجہ سے اکثر یہ سعادت نصیب ہوجاتی تھی‘ اہل عرب نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء سے تمدنی تعلقات منقطع کرلئے تھے تو اس حالت میں روزہ ہی ایک ایسا فریضہ تھا جو عرب کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے خصوصاً موزوں تھا۔ نیز یہ کہ نماز وحج کی طرح اس میں کسی قسم کی مزاحمت کا خدشہ بھی نہ تھا بلکہ یہ ایک خاموش طریقہ عبادت تھا‘ جسے آسانی سے بلا روک ٹوک جاری رکھا جاسکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا

بلکہ روزہ کی مشروعیت بعد میں ہوئی کیونکہ دین اسلام میں عبادات کو امراض روحانی کا علاج قرار دیا گیا ہے' جن کا استعمال اسی وقت ہوگا جب امراض پیدا ہو جائیں یا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو' یہ امراض قوی شہوانیہ کی شیفتگی' دنیاوی ریل پیل کی محبت اور لذات حسیہ کے انہماک سے پیدا ہوسکتے تھے جبکہ مکہ مکرمہ میں یہ تمام تر ساز وسامان مفقود تھا' سرور عالمؐ مدینہ طیبہ تشریف لائے' کفار کے ظلم سے نجات ملی' فتوحات کا باب وسیع ہوا' اب وہ وقت آ گیا یا آنے والا تھا کہ دنیا اپنی اصلی صورت میں آ کر مسلمانوں کو اپنے جال میں گرفتار اور اپنے حسن کا پرستار کرے' اس مرض کے پیدا ہونے سے پیشتر احتیاط کی ضرورت تھی اور وہ روزہ کی فرضیت کی شکل میں ۲ھ کو پوری ہوئی۔

مذکورہ بالا کلام سے ان بے دانش دانشوروں کی کج فہمی کا ازالہ اور ناواقفیت کا دفعیہ بھی ہوگیا' جنہوں نے عبادات کے سلسلہ میں فلسفیانہ موشگافیاں کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو اکثر فاقوں کی نوبت آ ئی تھی' اس لئے ان کو صبر کا خوگر بنایا گیا اور روزہ کو لازم کیا گیا جبکہ احکام دین اور اصول اسلام کے مطابق روزہ کا وجوب جس طرح فاقہ کشوں کے حق میں ہے' اسی طرح شکم سیروں کے حق میں بھی ہے۔

روزہ کے فضائل:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں بطور خاص دی گئیں ہیں جو دوسری امتوں کو نہیں ملی ہیں:

اول:...... یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (بدبو کے بجائے صرف بو احسن ہے) اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

دوم:...... یہ کہ ان کے لئے دریاؤں کی مچھلیاں تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔

سوم:...... یہ کہ جنت ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے' پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے دنیا کی مشقتیں پھینک کر تیری طرف آئیں۔

چہارم:...... سرکش شیطان قید کردیے جاتے ہیں' وہ رمضان میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے' جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں۔

پنجم:...... رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (رواہ احمد)

حدیث میں ارشاد ہے:

''اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان کیا چیز ہے' تو وہ اس بات کی تمنا کریں کہ سارا سال رمضان ہوجائے' جو شخص بلا کسی عذر شرعی کے ایک دن رمضان کا روزہ نہ رکھے' غیر رمضان چاہے تمام عمر روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔''

(رواہ الترمذی فی کتاب الصوم)

جیسے ظاہری دشمن سے مدافعت کی جاتی ہے' بعینہ روزہ سے باطنی دشمن شیطان' ہوائے نفس سے دفاع کیا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل نے اس شخص پر بددعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی کہ جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کروائی' گناہوں کی معافی وتلافی نہ کروائی ہو' اگر رمضان کا خیر وبرکت' بخشش و رحمت کا مہینہ بھی غفلت' تکاسل و تساہل اور گناہوں کی آلودگیوں میں گزر جائے تو ایسے شخص کی ہلاکت میں اور مستوجب وعید ہونے میں کیا تامل ہے؟ اس زمانہ میں جب اللہ کی رحمت بارش کی طرح موسلا دھار برستی ہے' کوئی شخص اپنی بداعمالیوں' سیاہ کاریوں کے سبب مغفرت سے محروم رہتا ہے اور توبہ وانابت الی اللہ نہیں کرتا تو اس کے لئے اور کون سا لمحہ سعادت ہوگا جو ذریعہ نجات ہوجائے گا۔ ان ایام میں رحمت خداوندی بار بار اپنی طرف دعوت دے رہی ہوتی ہے' ایسی حالت میں غفلت کا پردہ تار کرکے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانا ہی خوش بختی ہے۔

روزہ اور اس کے آداب:

اول:...... صوفیا ومشائخ نے روزہ کے بہت سے آداب ذکر کئے ہیں' اولاً یہ کہ نگاہ کی حفاظت کی جائے کہ کسی بے محل جگہ پر نظر نہ پڑے حتیٰ کہ اپنی بیوی کو بھی نظر شہوت سے نہ دیکھنا' لہو ولعب' لغویات وخرافات اور ناجائز کاموں میں نہ پڑے' حاصل یہ کہ آنکھ کا ایسا استعمال جس سے شریعت نے روکا ہو نہ کرے۔

دوم:...... زبان کی حفاظت ہے' جھوٹ' بدگوئی' سب وشتم' غیبت' چغل خوری وغیرہ تمام چیزوں سے احتراز کرے' زبان سے جو گناہ صادر ہوتے ہیں بالکل بے لذت ہوتے ہیں مگر ان کے سبب جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس پر گرفت ہوگی' حق یہ ہے کہ اگر بندہ زبان کی حفاظت کرے تو دین کے تمام اوامر ونواہی پر عمل ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ تم مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دو' میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں' دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

''لوگوں کو ان کے منہ کے بل جہنم میں گرانے والی چیز زبان کی کھیتیاں ہیں۔''

اس لئے روزہ کی حالت میں خصوصاً حفاظت لسان کا اہتمام ہونا چاہئے۔

سوم:...... روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ کان کی حفاظت کرے' ہر مکروہ چیز جس کا کہنا اور زبان سے تلفظ کرنا ناجائز ہے اس کو سننا بھی حرام ہے' یہی وجہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

چہارم:...... باقی تمام اعضائے بدن کی حفاظت اور ان سے متعلق ناجائز افعال سے احتراز کرے' کیونکہ روزہ ایک دوا ہے اور دوا کے استعمال میں پرہیز بھی بتائے جاتے ہیں تب ہی مرض سے مکمل نجات ملتی ہے' اگر امور مذکورہ کی رعایت نہ کی جائے تو ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص مرض کا علاج کرتے ہوئے کچھ زہر بھی پی لیتا ہے' اس کا انجام کس سے مخفی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہت سے روزہ داروں کو روزہ کے ثمرات سے سوائے بھوکا رہنے کے اور بہت سے شب بیداروں کو سوائے جاگنے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔" (رواہ ابن ماجہ)

پنجم:...... کثرت استغفار کرنا اور ڈرتے رہنا کہ نہ معلوم یہ روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پائے گا یا نہیں؟ کیا خبر کسی لغزش کا ارتکاب ہوگیا ہو؟ جس کی وجہ سے عبادت منہ پر ماردی جائے اور ہمیں اس کی طرف التفات بھی نہ ہو۔

ششم:...... افطار کے وقت حلال مال سے صرف بقدر کھانا اور شکم سیر ہوکر نہ کھانا ورنہ روزہ کا اصل مقصود فوت ہوجائے گا کیونکہ روزہ سے مطلوب تو قوت شہوانیہ' طاقت بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور جب تک یہ قوت کم نہ ہوگی ملکہ روحانیہ' قوت ملکوتیہ حاصل نہ ہوگی۔

ہفتم:...... دل کا اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہ ہونے دینا' کوشش کی جائے کہ اخلاص واختصاص کا کمال درجہ پیدا ہو۔

ہشتم:...... سحری کھانا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں' یہ اہل کتاب اور ہمارے مابین فرق ہے' کیونکہ وہ سحری نہیں کھاتے تھے۔ متعدد احادیث میں سحری کی ترغیب وارد ہے' اس کے مستحب ہونے پر اجماع ہے' اس لئے کچھ نہ کچھ تو کھا ہی لینا چاہئے۔

نہم:...... تعجیل افطار کرنا اور دوسروں کو روزہ افطار کرانا جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے روزہ افطار کرائے' اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں' حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں' اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت میں رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔

دہم:...... افطار کے وقت اہتمام سے دعا کرنا اور خشوع وخضوع کرنا' کھانے پینے میں منہمک ہوکر ان مستجاب گھڑیوں کو ضائع نہ کرنا چاہئے' کیونکہ حدیث میں روزہ دار کی افطار کے وقت دعا قبول ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے۔

قرآن کریم نے روزہ کے اغراض ومقاصد مختصر جامع بلیغ جملوں میں بیان کردیئے ہیں۔

۱:...... ہدایت کے عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کی عظمت شان' جلالت مقام بیان کرو۔

۲:...... انعامات خداوندی فتح مکہ' غزوہ بدر میں کامیابی' لیلۃ القدر' اعتکاف' فرضیت صوم اور نزول قرآن وغیرہ پر شکر کرو' کیونکہ ارشاد الٰہی ہے: "لئن شکرتم لازیدنکم۔"

۴:...... "لعلکم تتقون" (تاکہ تم پرہیزگار بنو اور تم میں تقویٰ پیدا ہوجائے) کیونکہ فرمان ربانی ہے: "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" (اللہ کے ہاں عزت واکرام' تعظیم واعزاز کا سبب تقویٰ ہے' تقویٰ اس کیفیت کا نام ہے' جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے نفرت اور نیکیوں کی رغبت ہوتی ہے)۔

۵:...... صبر واستقلال' استقامت وعزیمت اور تحمل وبرداشت کا مادہ پیدا ہو' تمام رمضان میں اس امر کی تمرین ومشق ہوتی ہے۔

۶:...... روزہ بہت سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے' اس لئے بہت سے گناہوں کا کفارہ ہے' یہی مطلوب ہے جو حد درجہ محمود ہے۔

۷:...... چند دن بھوکا اور پیاسا رہ کر فقیروں' فاقہ مستوں کی اذیت اور بھوک و پیاس کی تکلیف کا احساس ہو کیونکہ سوزِ جگر کے سمجھنے کے لئے سوختہ جگر ہونا لازمی ہے۔

اس ماہ مبارک میں تلاوت و دیگر ادعیہ و اوراد کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل دعا کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے: "لا الٰہ الا اللہ استغفر اللہ اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار۔"

ماہ رمضان میں دو قیمتی سعادتیں اعتکاف کرنا اور لیلۃ القدر کی تلاش میں عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں بالخصوص جاگنا ہے' اہمیت و افادیت' فضائل ومحاسن میں یہ بھی کم نہیں' احکام و منہیات کی اطاعت کے بعد بھی حق تعالیٰ شانہ کے فضل وکرم ہی سے امید مغفرت اور رجاء نجات ہونی چاہئے۔ ☆☆☆

زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

زکوٰۃ کے معنی اور حکم:

زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی، بڑھوتری اور برکت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اُن کے مال سے زکوٰۃ لو، تاکہ اُن کو پاک کرے اور بابرکت کرے اُس کی وجہ سے اور دعا دے اُن کو۔'' (سورۃ التوبہ 103) شرعی اصطلاح میں مال کے اس خاص حصہ کو زکوٰۃ کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فقیروں محتاجوں کو دے کر انہیں مالک بنا دیا جائے۔ قرآن کریم کی آیات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے۔ جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت ابتدائے اسلام میں ہی مکہ مکرمہ کے اندر نازل ہو چکی تھی، جیسا کہ امام تفسیر ابن کثیرؒ نے ذکر کیا ہے۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں زکوٰۃ کے لئے کوئی خاص نصاب یا خاص مقدار مقرر نہ تھی، بلکہ جو کچھ ایک مسلمان کی اپنی ضرورت سے بچ جاتا، اُس کا ایک بڑا حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ نصاب کا تعین اور مقدار زکوٰۃ کا بیان مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوا۔

زکوٰۃ اور رمضان:

زکوٰۃ کا رمضان میں ہی نکالنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر ہمیں صاحب نصاب بننے کی تاریخ معلوم ہے تو ایک سال گزرنے پر فوراً زکوٰۃ کی ادائیگی کر دینی چاہیے خواہ کوئی سا بھی مہینہ ہو۔ مگر لوگ اپنے صاحب نصاب بننے کی تاریخ سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں اور رمضان میں ایک نیکی کا اجر ستر گنا ملتا ہے تو اس لئے لوگ رمضان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں اور پھر ہر سال رمضان میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ایک سال مکمل ہونے سے قبل بھی نکالی جا سکتی ہے اور اگر کسی وجہ سے کچھ تاخیر ہو جائے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، لیکن قصداً تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے فوائد:

زکوٰۃ ایک عبادت ہے، اللہ کا حکم ہے، زکوٰۃ نکالنے سے ہمیں کوئی منفعت حاصل ہو یا نہ ہو، کوئی فائدہ ملے یا نہ ملے، اللہ کے حکم کی اطاعت بذات خود مقصود ہے۔ اصل مقصد تو زکوٰۃ کا یہ ہے لیکن اللہ کا کرم ہے جو کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو اللہ اس کو دنیاوی فوائد بھی عطا فرماتے ہیں، اُن فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی باقی مال میں برکت، اضافہ اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور زکوٰۃ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔'' (سورۃ البقرہ۔ 276) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو فرشتے اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص اللہ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے اس کو اور زیادہ عطا فرما اور اے اللہ! جو شخص اپنے مال کو روک کر رکھ رہا ہے اور زکوٰۃ ادا نہیں کر رہا ہے تو اے اللہ! اس کے مال پر ہلاکت ڈال دے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی صدقہ کسی مال میں کمی نہیں کرتا ہے۔ (ترمذی)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟:

اُس مسلمان عاقل بالغ پر زکوٰۃ فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہو۔ نصاب کا اپنی ضرورتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا شرط ہے، نیز مال پر ایک سال گزرنا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہے، یا مال تو نصاب کے برابر ہے، لیکن وہ قرض دار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا، تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ 87 گرام 479 ملی گرام سونا یا 612 گرام 35 ملی گرام چاندی یا 612 گرام چاندی کی قیمت کے برابر نقد روپیہ یا سامانِ تجارت وغیرہ جس شخص کے پاس موجود ہے اور اُس پر ایک سال گزر گیا ہے تو اُس کو صاحبِ نصاب کہا جاتا ہے۔ غرضیکہ اگر کسی شخص کے پاس صرف سونا ہے تو وزن یعنی 87 گرام 479 ملی گرام سونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر کسی شخص کے پاس صرف چاندی ہے تو وزن یعنی 612 گرام 35 ملی گرام چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوگی، لیکن اگر سونا، چاندی اور نقدی مشترک ہے یا صرف نقدی ہے تو 612 گرام چاندی کی قیمت کے برابر پیسہ ایک سال سے زیادہ موجود ہونے پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ مال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب کے لئے دو مزید شرطیں ہیں۔ بیچنے کی نیت سے خریدا تھا اور اب تک بیچنے کی نیت باقی

ہے۔ گھر کے سازوسامان حتیٰ کہ گاڑی وغیرہ پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کتنی ادا کرنی ہے؟:

اوپر ذکر کیے گئے نصاب پر صرف ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے۔

سامانِ تجارت میں کیا کیا داخل ہے؟:

مالِ تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو۔ لہٰذا جو لوگ Investment کی غرض سے پلاٹ خرید لیتے ہیں اور شروع ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب اچھے پیسے ملیں گے تو اس کو فروخت کرکے اس سے نفع کمائیں گے، تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن پلاٹ اس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہوا تو اس پر رہائش کے لئے مکان بنوالیں گے یا موقع ہوگا تو اس کو کرائے پر چڑھادیں گے یا کبھی موقع ہوگا تو اس کو فروخت کردیں گے، یعنی کوئی واضح نیت نہیں ہے، بلکہ ویسے ہی خرید لیا ہے، تو اس صورت میں اس پلاٹ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اُس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا جس دن آپ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اپنے مال کا حساب لگا رہے ہیں۔ پرانے زیورات فروخت کریں تو وہ کتنے میں فروخت ہوں گے؟ اُسی قیمت کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا ہوگا۔

سونے یا چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ:

عورتوں کے سونے یا چاندی کے استعمالی زیور پر زکوٰۃ واجب ہے، بشرطیکہ وہ زیور نصاب کے مساوی یا زائد ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا ہو۔

ہر ہر روپے پر سال کا گزرنا ضروری نہیں:

ایک سال مال پر گزر جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر سال ہر ہر روپے پر مستقل سال گزرے۔ یعنی گزشتہ سال رمضان میں اگر آپ 5 لاکھ روپے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزر گیا تھا۔ زکوٰۃ ادا کردی گئی تھی۔ اس سال رمضان تک جو رقم آتی جاتی رہی اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ضروریات سے بچ گئی ہے، اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کردیں۔ مثلاً اس رمضان میں 6 لاکھ روپے آپ کے پاس ضروریات سے بچ گئے ہیں تو 6 لاکھ کا 2.5% زکوٰۃ ادا کردیں۔

مستحقین زکوٰۃ یعنی زکوٰۃ کس کو ادا کریں؟:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت نمبر 60 میں 8 مستحقین زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے: فقیر، یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال واسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔ مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ جو کارکن زکاۃ وصول کرنے پر متعین ہیں۔ جن کی دل جوئی کرنا منظور ہو (واضح ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اکثر علمائے کرام کے نزدیک یہ مد باقی نہیں رہی)۔ وہ غلام جس کی آزادی مطلوب ہو۔ قرض دار، یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔ مسافر، جو حالت سفر میں تنگ دست ہوگیا ہو۔ غرضیکہ وہ حضرات جو صاحب نصاب نہیں ہیں اُن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے:

اُس شخص کو جس کے پاس ضروریات اصلیہ سے زائد بقدر نصاب مال موجود ہو۔ سید حضرات اور بنی ہاشم۔ بنی ہاشم سے حضرت حارثؓ بن عبدالمطلب، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد مراد ہیں۔ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ اپنے بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی ہے۔ کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے۔

نوٹ... بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سسر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجت مند اور مستحق زکوٰۃ

عظمتِ قرآن کانفرنس، لیہ

لیہ.....(مولانا محمد ساجد) جامعہ اسلامیہ سراجیہ شادمان کالونی نزد پنجاب کالج لیہ ۱۸ مارچ بروز سوموار بعد نماز ظہر مولانا قاری احسان اللہ فاروقی کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد تشریف لائے۔ کانفرنس میں حافظ عکاشہ اسماعیل اور جناب سردار اللہ نواز سرگانی، عمر فاروق برادران نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ اسٹیج کی ذمہ داری قاضی امین اللہ نے سرانجام دی۔ کانفرنس سے مولانا محمد طاہر مانسہرہ، مولانا سیف اللہ، ضلع لیہ مجلس کے مبلغ مولانا محمد ساجد کے بیانات ہوئے۔ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے حفظِ قرآن کریم کرنے والے طلبا کی دستار بندی کی اس موقع پر طالبان راہ سلوک، حضرت مدظلہ سے بیعت ہوکر سلسلہ میں داخل ہوئے۔ مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا اس کانفرنس میں تفصیلی خطاب ہوا۔ آخر میں حضرت جی مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے دعا فرمائی بعد ازاں مدرسہ کی درسگاہ کی سنگِ بنیاد رکھی۔

ہوں، انہیں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک ثواب زکوٰۃ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ کسی تحفہ یا ہدیہ کے شکل میں بھی اِن مذکورہ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

زکوٰۃ نہ نکالنے پر وعید:

سورۃ التوبہ آیت نمبر 3534 میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے جو اپنے مال کی کما حقہ زکوٰۃ نہیں نکالتے۔ اُن کے لئے بڑے سخت الفاظ میں خبر دی ہے، چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ اپنے پاس سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو (اے نبی!) آپ اُن کو ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے، یعنی جو لوگ اپنا پیسہ، اپنا روپیہ، اپنا سونا چاندی جمع کرتے جارہے ہیں اور اُن کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، اُن پر اللہ نے جو فریضہ عائد کیا ہے اُس کو ادا نہیں کرتے، اُن کو یہ وعید سنا دیجیے کہ ایک دردناک عذاب اُن کا انتظار کررہا ہے۔ پھر دوسری آیت میں اُس دردناک عذاب کی تفصیل ذکر فرمائی کہ یہ دردناک عذاب اُس دن ہوگا جس دن سونے اور چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اُس آدمی کی پیشانی، اُس کے پہلو اور اُس کی پشت کو داغا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، آج تم اس خزانے کا مزہ چکھو، جو تم اپنے لئے جمع کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس انجام بد سے محفوظ فرمائے، آمین۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مال میں زکوٰۃ کی رقم شامل ہوجائے، یعنی پوری زکوٰۃ نہیں نکالی، بلکہ کچھ زکوٰۃ نکالی اور کچھ رہ گئی تو وہ مال انسان کے لئے تباہی اور ہلاکت کا سبب ہے۔ لہٰذا اس بات کا اہتمام کرو کہ ایک ایک پائی کا صحیح حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ سے متعلق چند متفرق مسائل:

زکوٰۃ جس کو دی جائے اُسے یہ بتانا کہ یہ مال زکوٰۃ ہے ضروری نہیں، بلکہ کسی غریب کے بچوں کو عیدی یا کسی اور نام سے دے دینا بھی کافی ہے۔ دینی مدارس میں غریب طالب علموں کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ کی رقم کو مساجد، ہسپتال، یتیم خانے اور مسافر خانے کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر عورت بھی صاحب نصاب ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر شوہر خود ہی عورت کی طرف اور اس کی اجازت سے زکوٰۃ کی ادائیگی اپنے مال سے کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (بشکریہ ماہنامہ الفاروق، اپریل ۲۰۱۹ء)

مولانا خالد محمود مدنی رحمہ اللہ

جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے فاضل، کہروڑپکا کے باسی، جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے استاذ الحدیث، میرے پیر بھائی مولانا خالد محمود مدنی رحمہ اللہ ۱۰ ر مارچ کو فیصل آباد میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ہنس مکھ مزاج رکھتے تھے، جب بھی ملاقات ہوتی مسکراتے ہوئے ملتے۔ جامعہ باب العلوم کے لئے باعث عزت و افتخار تھے۔ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ، حضرت الشیخ مولانا حبیب احمد مدظلہ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ نیز شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ سے شرف تلمذ نصیب ہوا اور ۱۹۸۲ء میں دورۂ حدیث شریف بھی حضرت الشیخ کے ہاں کیا۔ علوم سے فراغت کے بعد فیصل آباد میں مدرس رہے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ آپ نے اپنی محنت سے ایک نام پیدا کیا۔ کریما، نام حق سے لے کر بخاری شریف تک تمام اسباق پڑھائے۔ ہزاروں شاگردوں نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ تعلق رکھتے، جب بھی ملاقات ہوتی، مجلس کی کارکردگی پوچھتے اور احوال سن کر فرحت محسوس کرتے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔ جامعہ مدینۃ العلم بکر منڈی، فیصل آباد میں ایک عرصہ تک استاذ الحدیث رہے۔ چند سال پہلے فیصل آباد چھوڑ کر امریکا شفٹ ہوگئے اور وہاں مدینۃ العلم قائم کرلیا، آج کل مدینۃ العلم کے مہتمم ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد نواس ہیں۔ مدینۃ العلم میں کئی سال تک استاذ الحدیث رہے۔ آج کل میرے حضرت دامت برکاتہم العالیہ کے جامعہ عبیدیہ میں استاذ الحدیث تھے۔ ان کی رحلت ان کے خاندان، اہل و عیال کے لئے افسوس کا باعث نہیں بلکہ تمام دینی حلقوں، دینی تحریکوں، دینی اداروں کے لئے بھی اظہار تعزیت ضروری ہے۔

راقم ان کی شہادت کے دن فیصل آباد کے قریب تھا، لیکن ایسے وقت میں اطلاع ہوئی کہ جنازہ میں شرکت سے محروم رہا۔ آپ تدریس کے ساتھ ساتھ ایک مسجد میں صبح کی نماز کے بعد درس قرآن پاک دیتے اور خطبۂ جمعہ بھی ارشاد فرماتے، ایک ہی شخص نے کئی محاذ سنبھالے ہوئے تھے۔ آپ کے برادر کبیر مولانا مفتی محفوظ احمد مدظلہ جامعہ عثمان ونلی بہاول پور میں استاذ الحدیث اور منصب افتاء پر فائز ہیں۔ ونجارہ برادری سے تعلق تھا۔ خاندان میں بہت سارے علماء، قراء اور حفاظ ہیں۔ مدرسہ دارالقرآن کے نام سے کہروڑپکا میں ہی ان کے ایک بھائی بند مولانا مفتی محمد اسماعیل، قاری محمد یعقوب مدرسہ چلا رہے ہیں۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ختم نبوت ختم شریعت

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

دنیائے انسانیت کی عمر جو بھی ہو لیکن اس کا آخری دور اپنی وسعت و آفاقیت، جامعیت و مرکزیت اور اپنے کمال و اعتدال میں اس نقطۂ عروج کو پہنچ چکا ہے کہ اس کے بعد اب کسی نقص کی تکمیل کا کوئی تصور باقی نہیں رہ جاتا ہے، کمال سے اعتدال وجود میں آتا ہے اور اعتدال کے بعد ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کمال آدمیت کا جو سفر ارتقاء شروع ہوا تھا وہ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہوتا ہوا نبی آخرالزماں، سیدالمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوگیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر دور میں بذریعۂ وحی عالم انسانیت کو خبر دے دی گئی کہ:

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا'' (المائدہ:۳)

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور دین کے طور پر تمہارے لئے اسلام کو پسند کرلیا۔''

آیت شریفہ کے پہلے دو جملوں میں کمال کی اطلاع دی گئی ہے اور تیسرے جملہ میں اس کے اعتدال اور پھر ٹھہراؤ کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے، ختم نبوت کمال سلسلۂ نبوت ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ختم نبوت کا بھی اعلان فرمایا ہے اور ختم شریعت کا بھی اور یہ دونوں ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں، شریعت کا مصدر وحی الٰہی ہے جو صرف حضرات انبیاء علیہم السلام پر ہی ہوتی ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، سلسلۂ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا گیا اور اعلان کردیا گیا:

''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔'' (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں البتہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں پر مہر ہیں۔''

اور اس کے بعد ہی تکمیل دین اور اتمام نعمتِ شریعت کا بھی اعلان کردیا گیا، یہ ختم نبوت کا لازمہ تھا۔

اس آخری دین و شریعت کی وسعت کا دائرہ زمانی اعتبار سے دیکھا جائے تو قیامت تک کے لئے ہے اور مکانی اعتبار سے دیکھا جائے تو پوری دنیا کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، دنیا کے مختلف انواع کے خاندانوں، قبیلوں، مختلف زمانوں میں پیدا ہونے والے الگ الگ مزاج اور ساخت رکھنے والے انسانوں کے لئے اس شریعت میں ایسی وسعت ہے کہ وہ سب کو اپنے دائرہ میں لے لیتی ہے اور ہر ایک کی راہنمائی کرتی ہے اور اس کو اس کی اپنی اصل منزل تک پہنچاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس آخری امت پر خاص فضل ہے کہ اب اس کو نہ کسی نبی کا انتظار کرنا ہے اور نہ کسی وحی کا اگر کوئی دین و شریعت میں تبدیلی کی بات کرتا ہے یا اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے یا ایسا الہام ہوتا ہے جس میں خطا کا احتمال نہیں تو یہ حقیقت میں ختم نبوت پر ایک حملہ ہے اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت ہے اور ایسا کرنے والے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے منکر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آخری امت پر فرمایا ہے:

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا'' (المائدہ:۳)

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور دین کے طور پر تمہارے لئے اسلام کو پسند کرلیا۔''

آیت مبارکہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو بعض یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر ایسی آیت ہمارے یہاں اترتی تو ہم اس دن جشن مناتے اور وہ دن ہمارے یہاں عید کا دن ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن وہ آیت نازل ہوئی وہ

دوہری عید کا دن تھا، ایک عرفہ کا دوسرے جمعہ کا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے سلسلہ کا اختتام کا اعلان محض اس کے اختتام ہی کا اعلان نہیں بلکہ اس کے عروج وکمال کی اس انتہا کا اعلان تھا کہ اس کے بعد مزید کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی، اس کی مثال ایک حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے:

''عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ یتعجبون لہ، ویقولون: ہلا وضعت ہذہ اللبنۃ، قال: فانا اللبنۃ، وانا خاتم النبیین۔''
(صحیح بخاری:۳۵۳۵)

ترجمہ: ''میری مثال اور مجھ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک شاندار گھر کی تعمیر کی، پورے گھر کی خوب تحسین وزیبائش کی لیکن ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کا طواف کرنے لگے اور حیرت کرنے لگے اور کہتے کہ تم نے یہ اینٹ کیوں نہ لگادی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

اسلام اب ایک مستقل دین مستقل تہذیب اور ایک ایسے ضابطۂ حیات کی شکل میں موجود ہے جس کی نوک پلک پوری طرح درست کی جاچکی اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک جامع اور مکمل نمونہ امت کے سامنے پیش فرمادیا ہے کہ زمانہ کتنی ہی ترقی کرجائے، لیکن ہر موقع اور دور کے لئے اس میں ایسی روشنی موجود ہے جس سے انسان ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہے گا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اپنے بلیغ اسلوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''عقیدۂ ختم نبوت درحقیقت نوع انسانی کے لئے ایک شرف وامتیاز ہے، وہ اس بات کا اعلان ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں لیاقت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ خدا کے آخری پیغام کو قبول کرے، اب انسانی معاشرے کو کسی نئی وحی، کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں، اس عقیدے سے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوتی ہے، اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ چکا ہے اور اب دنیا کو اس سے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں، اب دنیا کو نئی وحی کے لئے آسمان کی طرف دیکھنے کے بجائے خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں سے فائدہ اٹھانے اور خدا نے کے نازل کئے ہوئے دین واخلاق کے بنیادی اصولوں پر زندگی کی تنظیم کے لئے زمین کی طرف اور اپنی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت، انسان کو پیچھے کی طرف لے جانے کے بجائے آگے کی طرف لے جاتا ہے، وہ انسان کے سامنے اپنی طاقتوں کو صرف کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے، وہ انسان کو اپنی جدوجہد کا حقیقی میدان اور رخ بتلاتا ہے، اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہو تو انسان ہمیشہ تذبذب وبے اعتمادی کے عالم میں رہے گا، وہ ہمیشہ زمین کی طرف دیکھنے کے بجائے آسمان کی طرف دیکھے گا، وہ ہمیشہ اپنے مستقبل کی طرف سے غیر مطمئن اور متشکک رہے گا، اس کو ہر مرتبہ ہر نیا شخص یہ بتلائے گا کہ گلشن انسانیت اور روضۂ آدم ابھی تک نامکمل تھا، اب وہ برگ وبار سے مکمل ہوا ہے اور وہ سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ جب اس وقت تک یہ نامکمل رہا تو آئندہ کی کیا ضمانت ہے، اس طرح وہ بجائے اس کی آبیاری اور اس کے پھلوں اور پھولوں سے متمتع ہونے کے نئے باغبان کا منتظر رہے گا جو اس کو برگ وبار سے مکمل کرے۔''

(قادیانیت! اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت، ص:۲۹تا۳۱)

ختم نبوت کے عقیدے میں یہ اعلان کردیا کہ شریعت بھی مکمل ہوچکی اب انسان کو ازسرنو سوچنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی ساری صلاحیتیں اسی رحمت کے سرسبز وشاداب رکھنے میں صرف کی جائیں جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماچکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اور آپ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ نے عالم انسانیت پر جو احسانات فرمائے ان میں ختم نبوت ہی ایک ایسا تحفہ ہے جو اس امت کی خصوصیت ہے اور امت اس سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتی رہے گی اور یہی اس کے تحفظ وحدت و سالمیت کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو اس کو دوسری امتوں سے ممتاز کرتا ہے۔

☆☆............☆☆

خانوادۂ نور و عثمانی کا اِک چراغ

(مولانا رشید اشرف سیفی رحمۃ اللہ علیہ اور خاندانِ نور کے احوال)

قسط:۴

مولانا محمد طلحہ رحمانی

نجیب الطرفین نسبت:

افکارِ علم و محقق خانوادہ عثمانی کے معروف گھرانے کے چشم چراغ، عالم باعمل، تحقیق علم کے زیرک مدرس، باکمال منتظم، بہترین استاذ، نسبت علم کی صفات سے متصف جامع شخصیت، تصنیف و تالیف کے خوگر، اکابر و اساتذہ کے مزاج شناس، اپنے مادرِ علمی کے عشق سے سرشار، شعور و آگاہی کے بہترین مربی مولانا رشید اشرفؒ کی پیدائش ۱۹۵۷ء کو کراچی میں ہوئی، آپ کے والد ماجدؒ کے آباء کا تعلق اصلاً برما سے تھا، سلسلۂ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہؒ تک پہنچتا ہے، جبکہ والدہ ماجدہ بنت مفتی اعظم مدظلہا کا سلسلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، ان دونوں نسبی نسبتوں کو دیکھا جائے تو مولانا سیفیؒ نجیب الطرفین نسبت کے حامل تھے، آپ کے دادا کا نام سیف الملوک تھا اس نسبت کی وجہ سے آپ "سیفی" کی نسبت لگاتے تھے۔ آپ کے آباء واجداد مشہور خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں جزیرہ عرب سے ہجرت کر کے برما میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

چند انعام و اعزاز:

اپنی تعلیم کی ابتداء سے لے کر درس نظامی سے سند فراغ اپنے خاندان کے لگائے ہوئے گلشن جامعہ دارالعلوم کراچی سے حاصل کی۔

آپ کا تعلیمی سفر بھی آپ کے دیگر امور کی مانند ممتاز رہا، تمام درجات میں پوزیشن حاصل کر کے اپنے ہم عصروں میں ریکارڈ ساز طلبہ میں شامل تھے، خصوصاً تحصیل علم کے آخری سال کے مروجہ تینوں امتحانات میں اول پوزیشن حاصل کیں، جس میں بخاری شریف میں پچاس میں سے اکیاون نمبر حاصل کر کے ایک روایت بھی قائم کی، جس پر آپ کے نانا اور عظیم مربی فقیہ وقت مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی انعام سے نوازا، اور فرمایا کہ: ہم تمہیں اس پوزیشن پر نہیں بلکہ بخاری شریف میں انعامی نمبر حاصل کرنے پر انعام دیں گے۔

مولانا سیفیؒ کی تعلیمی زندگی کے سفر کی تکمیل انیس برس کی کم عمری میں ہوئی اور اس کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھتے ہوئے تدریس کا آغاز کیا، آپ کی تقرری پر آپ کے عظیم المرتبت مربی نانا نے دستخط ثبت فرمائے، یہ حضرتؒ کی حیات کی آخری تحریری تقرری تھی، جو یقیناً مولانا سیفیؒ کے لئے باعث سعادت و نیک شگون اور ایک اعزاز ہے، آپ کے گھرانے کے کئی حضرات دینی و علمی مشاغل میں مصروف ہونے کے ساتھ جامعہ دارالعلوم کراچی سے منسلک ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی یہ شرف حاصل نہیں۔

آپ حافظ قرآن نہیں تھے، لیکن آپ نے امام القراء شیخ التجوید حضرت اقدس مولانا قاری فتح محمد پانی پتی رحمہ اللہ کو مسجد نبوی میں قرآن سنایا تو آپ کی بہترین تجوید اور حسن قرأت پر آپ کو حضرت قاری صاحبؒ نے پچاس ریال انعام سے نوازا۔ انعام کی بات چلی تو یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جب آپ نے اپنے ماموں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے درس ترمذی کو مرتب کر کے علمی تحقیق کا تاریخی کارنامہ انجام دیا تو حضرت نے آپ کو تین ہزار روپے انعام دیا۔

آپ کو درجہ سادسہ میں میراث کی معروف شامل نصاب سراجی میں مہارت و دسترس حاصل ہونے کی وجہ سے دارالافتاء میں میراث سے متعلق آنے والے استفتاء کے جوابات لکھنے کی اجازت دی گئی تھی، اہل علم خصوصاً اہل مدارس اس اعزاز کی اہمیت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

اکتسابِ فیض:

آپ نے جن نابغہ روزگار ہستیوں سے کسب فیض کیا وہ علوم و فنون کے جوہر نایاب تھے، ان میں نمایاں چند نام یہ ہیں:

مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ، عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ، محقق زمان شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ، استاذ المحدثین مولانا شیخ سلیم اللہ خانؒ، عارف وقت حضرت مولانا غلام محمدؒ، حضرت مولانا اکبر علیؒ، حضرت مولانا قاری

رعایت اللہؒ، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی۔

مذکورہ کبار علماء ومحدثین کے علاوہ جن مشاہیر سے اجازت حدیث حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ان میں جامع المعقول و المنقول حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ، محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ، خطیب العصر حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ، عالم ربانی حضرت مولانا عبدالشکور ترمذیؒ اور شیخ محمد حسن مکی المالکیؒ جیسی عبقری علمی ہستیوں کے نام شامل ہیں،اس سے ہمارے محترم مولانا سیفیؒ کی اجازت حدیث کی عالی سند سے مقام علم وفضل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بہترین مدرس:

۱۳۹۶ھ موافق ۱۹۷۶ء سے آپ نے تقریباً ۴۳ سال تک تسلسل کے ساتھ تدریسی میدان میں خدمات سرانجام دیں،اس دوران آپ نے درس نظامی کے چیدہ چیدہ علوم وفنون کی کئی کتب پڑھائیں،تدریسی زندگی کے تابناک سفر کا اختتام ختامہ مسک کی مانند ایام آخریں میں ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف پڑھاتے پڑھاتے دنیا سے باکامران چلے گئے۔تعلیمی سفر کی مانند آپ کا تدریسی سفر بھی باکمال رہا،آپ کی زندگی پر آپ کے تلامذہ کی مرتب کردہ ایک تحریر محترم برادرم مولانا راشد حسین زیدمجدہ نے عنایت فرمائی اور آپ کے فیض یافتہ دیگر دو تین احباب سے مولانا سیفیؒ کی تدریس کے حوالہ سے جو معلومات حاصل ہوئیں اس سے مزید آپ کی شخصیت کا یہ پہلو بھی قابل رشک صورت میں سامنے آیا۔

کمزور ذہنی استعداد کے طلبا کو سبق کی تفہیم کرانا ایک بہترین مدرس کا کمال ہوتا ہے،مولانا سیفیؒ کی تدریسی خصوصیات کو آپ کے تلامذہ اس حوالہ سے منفرد اور ممتاز کمال کا بتاتے ہیں۔آپ سے کسب فیض حاصل کرنے والے طالبین علم نے یوں لکھا:

مختصر مگر دلنشین انداز میں سمجھانے کا بہترین ڈھنگ،مشکل اور اہم مباحث کو مکرر ارشاد فرمانا، تعارض بین الاحادیث اور فقہی مباحث کو طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق ایسی ترتیب سے بیان کرنا کہ سبق کا پورا نقشہ ذہن میں سماجائے،علاوہ ازیں یہ درسی پہلو بھی قابل ذکر ہے کہ استاذ محترم دقیق مسائل کے لئے حسی مثالوں اور بورڈ پر نقشوں سے مدد لے کر سبق ازبر کرادیتے۔استاذ محترم اولاً پوری عبارت سند کے ساتھ پڑھ کر ترجمہ کرتے پھر جامع انداز میں تشریح فرمادیتے۔یاد نہیں پڑتا کہ آپ سے کبھی حدیث کی کوئی سند یا قال ابوعیسی کا کوئی عنوان چھوٹ گیا ہو۔طالب علموں کے اشکالات سننے میں خوب فراخ دلی سے کام لیتے اور لطیف نکتوں سے معترض کو مطمئن کردیتے۔

پابندی وقت کا خاص اہتمام فرماتے، انتہائی اشد مجبوری میں سبق کا ناغہ ہوجاتا تو اگلے دنوں میں اس کی تلافی کردیتے۔آپ کے تلامذہ نے بتایا کہ دیگر اساتذہ کی نسبت آپ کی پابندی سے آپ کے اوقات میں برکت اور نورانیت بہت نمایاں ہوتی تھی۔

طلبہ کی کثرت کے باوجود تمام تلامذہ کے ناموں سے صرف واقف ہی نہیں رہتے تھے، بلکہ ان کی صلاحیتوں سے بھی باخبر رہتے تھے،شفقت ایسی کہ والدین کی محبت کمی کا احساس تک نہیں ہوتا تھا،بعض طلبہ کے انفرادی احوال کا علم رکھتے تھے جس کی وجہ سے بعض مستحق طلبہ کے ساتھ مخفی طور پر تعاون کرنے کی بات تواتر سے راقم کے علم میں آئی،یہ تعاون مالی بھی فرماتے اور دیگر ضروریات بھی خاموشی سے پوری کردیتے تھے،آپ کے گھر کا دروازہ ہمیشہ ایسے طلبہ کے لئے کھلا رہتا تھا،بعض قابل طلبہ کی خوب حوصلہ افزائی فرمانا بھی معمول تھا،مولانا سیفیؒ سے فیضیاب ہونے والے احباب سے ان کی تدریس کی جامعیت اور تفہیم کے واقعات سن کر ان کی عظمت ورفعت کے کئی قابل رشک پہلو سامنے آئے جو یقیناً آپ کے لئے بڑا ذخیرۂ آخرت ہے۔

آپ کے فیض یافتہ دنیا بھر میں ہزاروں تلامذہ دین کے کئی شعبوں میں آپ کے علمی فیضان کو جاری رکھے ہوئے ہیں، جن میں کئی اساتذۂ حدیث،کئی بہترین منتظمین،کئی مبلغین، کئی واعظین، کئی مدرسین اپنے استاذ کے پڑھائے ہوئے سبق کو اگلی نسلوں میں منتقل کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں،ان ہزاروں میں کئی راقم کے قریبی احباب میں شامل ہیں۔

تصنیفی وانتظامی خدمات:

مولانا سیفیؒ کو اللہ تعالی نے علمی استعداد کے ساتھ اعلیٰ انتظامی و تصنیفی ذوق سے بھی نوازا ہوا تھا،آپ کو اپنی جواں عمری میں تدریس کے ساتھ بہترین انتظامی صلاحیتوں کی مقبولیت بھی حاصل رہی،اپنے مربی ماموں اور استاذ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے درس ترمذی کو تحقیق و تدقیق کے مراحل سے گزار کر ایک تاریخی علمی شاہکار کو مرتب فرمایا،علماء وطلباء میں یکساں مفید درس

ترمذی کی قبولیت ومقبولیت مولانا سیفیؒ کی جہاں علمی وتصنیفی صلاحیت کا مظہر ہے، وہیں علم حدیث سے آپ کی مخلصانہ مناسبت کا بھی اظہار ہوتا ہے، اردو زبان کی چند مقبول شروح حدیث میں فی زمانہ درس ترمذی کو شہرہ حاصل ہے۔ قابل رشک گراں قدر علمی تحفہ کی صورت میں اب دنیا سے جانے کے بعد یقیناً آپ کے اعمال نامہ کے لئے ایک عظیم ذخیرہ ہے۔

آپ نے اپنے نسبتوں والے والد مولانا نوراحمدؒ کی سوانح کو ”متاع نور“ کے نام سے تالیف و ترتیب دی، واقعی وہ پڑھنے والوں کے لئے ایک متاع ہے، جس میں ایک صاحب نسبت کے کئی اہم احوال زیست کا ایک مجموعہ ہے، اسلاف واکابر کی سوانح سے ہم اپنے مستقبل کو ان کے نقش قدم میں رکھنے کی کوشش کر کے کئی فتنوں سے بچنے کی تدبیر ضرور کر سکتے ہیں۔ متاع نور دین کے ایک مجاہد، علم کی دنیا میں اپنی جہد مسلسل سے تاریخ مرتب کرنے والی ایک گمنام شخصیت کے احوال و واقعات کا احاطہ بہت جامع اسلوب سے ہمارے مخدوم محترم مولانا سیفیؒ نے کیا ہے۔ متاع نور عظیم علمی مرکز جامعہ دارالعلوم کراچی کی اساس سے لے کر تعمیر وترقی میں کردار ادا کرنے والی عظیم شخصیت مولانا نوراحمدؒ کی حیات پہ مشتمل علم دوست حضرات کے لئے ایک بہترین قلمی وادبی تحفہ بھی ہے۔

مولانا سیفیؒ جامعہ دارالعلوم کراچی میں تدریس کے ساتھ اہم انتظامی عہدوں پہ بھی فائز رہے، اور ان تمام شعبوں میں آپ کی خداداد صلاحیتیں اور انتھک محنتیں ترقی کا ذریعہ بنے، مجھے دارالعلوم کے ایک ذمہ دار نے بتایا کہ جس شعبہ میں بھی آپ نے کام کیا اس کا حق ادا کر دیا۔ اسی طرح کے جذبات کا اظہار آپ کے ماموں اور دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی حفظہ اللہ نے بھی کیا، حقیقت ہے کہ آپ کی انتظامی خدمات کا اعتراف وقت کے بڑے بڑے مشائخ نے کیا، استاذ المحدثین حضرت شیخ سلیم اللہ خانؒ نے کئی مواقع پہ آپ کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے خوب دعائیں دیں، وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری حفظہ اللہ نے مولانا سیفیؒ کی ہمہ جہت انتظامی صلاحیتوں پر کئی بار خراج تحسین پیش کیا۔ جامعہ دارالعلوم کراچی میں عرصہ سے جن عہدوں پر آپ نے اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ترقیات پہ گامزن کیا، ان میں سے چند شعبے یہ ہیں:

(۱) ناظم مدرسۃ البنات، (۲) ناظم سیکنڈری وثانوی اسکول دارالعلوم کراچی، (۳) رکن جامع مسجد جدید، (۴) رکن کمیٹی حراء فاؤنڈیشن دارالعلوم کراچی، (۵) امتحانات کے نتائج کے اعلانات اور تقریبات کی ذمہ داری، (۶) درجات علیا کی درس گاہوں کے نظم و ترتیب کی ذمہ داری، (۷) دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس کے ہونے والے اجلاسوں واجتماعات کی ذمہ داری۔

مذکورہ نمایاں ذمہ داریوں کے ساتھ کئی دیگر امور بھی آپ کو وقتاً فوقتاً تفویض کئے جاتے رہے، چار دہائیوں سے زیادہ آپ نے اپنی مجموعی زندگی کا دوگنا سے زیادہ حصہ تعلیم وتربیت، تدریس و تصنیف، تحقیق وتنظیم، تفہیم وتجمع جیسی کئی قابل تقلید صفات کے ساتھ صرف کیا اور اپنے آباء کی نسبتوں کی امانت اپنے مادر علمی کی خدمت کا اہم ذریعہ اور کردار بنے، یقیناً آپ نے اپنے نسبتوں والے والدین، اپنے عظیم المرتبت نانا کے خون، اور اپنے اساتذہ کے علم وعمل سمیت کئی نسبتوں کی وراثت کو اگلی نسلوں میں منتقل کرتے کرتے اپنے محبین کو غم و اندوہ کی کیفیت میں مبتلاء کر کے عارضی حیات زیست کو قیمتی بنا کر ابدی سفر پر چلے گئے۔

رسم دنیا میں ناقدری کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے مولانا سیفیؒ نے اپنے اسلاف کی مانند اپنے دنیا سے جانے کے بعد اپنی قدر کا خوب احساس بھی کرا لیا۔ (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، چاہ رانجھے والا

لیہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ کے زیر اہتمام ۳ر اپریل ۲۰۱۹ء بروز بدھ بعد نماز ظہر بمقام چاہ رانجھے والا نزد چک نمبر ۷۵-پی (المعروف ۷۵ عیسائیوں والا) میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا آغاز قاری محمد ارشد کروڑ لعل عیسن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعتیہ کلام حافظ محمد صفدر اور جناب محمد بشیر صاحب، شاعر اسلام جناب نواز فردوس اور حافظ مبشر صائم علوی نے پیش کئے۔ مولانا مفتی فاروق نے ابتدائی کلمات میں پروگرام کی غرض وغایت، عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ بعدازاں مولانا عبدالماجد، مولانا محمد عارف، مولانا محمد نواز کہروڑپکا، پیر طریقت مولانا پیر حبیب اللہ نقشبندی کے خطابات ہوئے۔ اسٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مبلغ مولانا محمد ساجد (راقم الحروف) نے سرانجام دی۔ کانفرنس میں مولانا عبدالوہاب، مولانا ریاض شاہ، مولانا عمر فاروق، مولانا عامر، قاری محمد اعظم جبکہ مولانا عبدالقادر قافلہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ قاری محمد اشفاق، حافظ محمد سعید اور محمد ابراہیم بھی شریک ہوئے۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۶

یہودی مغضوب علیہم:

یہودی تو اسی طرح پیغمبروں کو قتل کرتے چلے آئے تھے۔ اس لئے وہ پرانے مغضوب علیہم تھے۔ لیکن دعویٰ قتل مسیح کی وجہ سے بھی ان پر پھٹکار ہوئی۔

نصرانی گمراہ:

نصاریٰ نے یہ عقیدہ گھڑ کر کہ یسوع مسیح ہم سب کے گناہوں کا کفارہ ہونے کے لئے سولی پر چڑھے ہیں۔ حقیقت سے دور جا پڑے اور گمراہ ہوئے اور ساتھ ہی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا اور اس کی ماں مریم کی پوجا بھی کی۔ چنانچہ قیامت میں اللہ تعالیٰ دونوں کے بارہ میں سوال کرے گا۔ ''ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ (المائدہ:۱۱۶)'' کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ میری اور میری ماں کی پوجا کرو۔ ہمیں خدا بنالو۔

قرآن کی حیثیت:

قرآن پاک جہاں نئی شریعت لایا ہے وہاں وہ اہل کتاب کے اختلاف کے درمیان فیصلے بھی کرتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک تمام غلط عقائد کی تردید کرتا ہے۔ جو بھی اہل کتاب نے ایجاد کیے۔ مثلاً تثلیث، ابنیت، الوہیت اور کفارہ کا مسئلہ اور قرآن پاک ان مسائل وعقائد کو بحال رکھتا ہے جو صحیح ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خدائی مدد:

جب یہود مندرجہ بالا تدبیر کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کا یوں ذکر فرمایا: ''ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)'' کہ یہود نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی جو بہترین تدبیر کرنے والا ہے اور پھر قیامت کے دن اپنے احسانات جتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب فرمائے گا۔ ''واذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدہ:۱۱۰)'' (اور یاد کر اس وقت کو جب کہ روکے رکھا ہم نے بنی اسرائیل کو تجھ سے) یعنی یہودیوں کو تجھ تک پہنچنے بھی نہ دیا۔

مرزائی عقیدہ

یہودی، نصرانی، عام مسلمانوں کے عقیدہ کے بعد اب مرزا قادیانی کا عقیدہ عرض کرتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑا۔ اس کے ہاتھوں میں میخیں ٹھونکیں۔ اس کو سولی پر چڑھایا۔ اس کی ہڈیاں توڑیں اور اس کو اپنی طرف سے قتل کر ڈالا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کو مقتول سمجھ کر سولی سے اتار ڈالا۔ حالانکہ اس میں ابھی زندگی کی رمق باقی تھی۔ وہ سسک رہا تھا۔ اس کا علاج کیا گیا۔ اس کو یہودیوں سے چھپا کر مرہم پٹی کی گئی۔ مرہم عیسیٰ لگایا گیا۔ چالیس دن یا کم وبیش میں وہ اچھا ہوا۔ وہاں سے روپوش ہوکر وہ بھاگا اور جنگلوں، بیابانوں، پہاڑوں، دریاؤں سے گزرتا ہوا۔ عرصہ دراز کے بعد پنجاب کے راستہ کشمیر پہنچا جہاں اس نے اسی نوے سال چپ چاپ رہ کر گزارے۔ پھر تبلیغ کا نام بھی نہ لیا۔ آخر کار وہیں فوت ہوگئے۔ مریم بھی اس سفر میں ساتھ تھی اور کشمیر کا ذکر خدا نے ربوہ کے نام سے قرآن میں کیا ہے۔ جہاں ماں بیٹے دونوں کو خدا نے پناہ دی۔

آمدم برسر مطلب

پہلے یہ عرض کیا گیا تھا کہ عیسائیوں کے خدا کو مارتے مارتے مرزا قادیانی خود عیسائیوں بلکہ یہودیوں کے نقش قدم پر چل پڑے۔ یہ بات ہمارے صرف بیان مذاہب سے ہی واضح ہوگئی۔ قرآن پاک مسئلہ کفارہ کی تردید کرتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھنا تسلیم کر کے کفارہ کے بنیادی عقیدہ کی تائید کر دی۔ اس سے نصرانیوں کو مدد ملی کہ یسوع مسیح بہرحال ہماری خاطر مرزا قادیانی کے کہنے کے موافق بھی سولی پر چڑھ کر کفارہ ہو گئے۔ ساتھ ہی یہودیوں کی بھی تصدیق کر دی کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی اور قتل کر دیا۔

سولی کو تو مرزا قادیانی نے تسلیم ہی کرلیا اور قتل، یوں کہ یہودی جتنا کر سکتے تھے وہ بقول مرزا قادیانی کے کرچکے۔ جب ایک قوم ایک آدمی کو سولی دے دیتی ہے اس کی ہڈیاں توڑ دیتی ہے۔ اس کے اعضاء میں آہنی میخیں ٹھوک دیتی ہے۔ پھر وہ یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہے کہ ہم نے فلاں کو قتل کرڈالا۔ خاص کر ایسی صورت میں کہ اس مقتول کا علاج کے ذریعہ بچ جانا، ان کو کسی ذریعہ سے معلوم بھی نہ ہوسکے۔ مرزا قادیانی نے لگے ہاتھوں یہودیوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو بھی شکست دے دی۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ناکام ہوئی اور یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ صرف ادھ موئے عیسیٰ علیہ السلام کا علاج کے ذریعہ بچ جانا اس کو اللہ تعالیٰ کی بہترین تدبیر کہنا ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر یقین نہ رکھتے ہوں۔ اس طرح تو یہودی تدبیر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب رہی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا۔ اس کے منہ پر تھوکا۔ ان کی بے عزتی کی۔ اس کا مذاق اڑایا۔ سولی پر چڑھایا۔ میخیں ٹھونکیں اس کی ہڈیاں توڑیں اور جب یقین ہوا کہ اب مرگیا ہے اتار پھینکا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اگر ایسا ہی ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ کیسے فرما سکتے ہیں کہ میری فلاں فلاں نعمت یاد کر اور یہ نعمت بھی کہ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکے رکھا۔ یعنی تم تک ان کو پہنچنے ہی نہیں دیا۔ کیا قرآن پاک میں کف کا معنی دوسری جگہ میں یہی نہیں۔ ”وکف ایدی الناس عنکم (الفتح:۲۰)“ جہاں اللہ تعالیٰ نے کسی کو روکے رکھنے کا ذکر کیا ہے۔ کیا وہاں پھر کسی کا ہاتھ پہنچنے دیا ہے۔

مرزا کا خودساختہ عقیدہ

مرزا قادیانی نے واقعہ صلیب اور عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں جو عقیدہ وضع کیا ہے۔ اس سے جیسا کہ بیان ہوا۔ ایک طرف عیسائی عقیدہ کفارہ کی تائید نیز یہودی عقیدہ سولی دینے اور اپنے خیال میں قتل کردینے کی حمایت اور ساتھ ہی یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی ناکامی ثابت ہوتی ہے۔ دوسری طرف یہ عقیدہ دنیا کی تینوں متعلقہ بڑی قوموں نصاریٰ، یہود اور اہل اسلام کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ یہودی تو سولی دینے کے اور سولی پر ہی قتل ہو جانے کے قائل ہیں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ نہیں ابھی دم نہیں توڑا تھا۔ زندگی کی رمق باقی تھی جو اتار دیئے گئے اور پھر خفیہ علاج مرہم پٹی سے بچ گئے۔ نصاریٰ جو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کے قائل ہیں۔ وہ بھی سولی پر ان کا قتل ہونا تسلیم کرتے ہیں جو بعد میں زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے اور عام اہل اسلام تو قطعاً سولی پر چڑھنا ہی تسلیم نہیں کرتے۔ نہ گرفتار ہونا اور نہ قتل ہونا۔ مرزا قادیانی نے اس سلسلہ میں تمام دنیا کی مخالفت کی ہے۔

(جاری ہے)

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، لیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ کے زیر اہتمام ۱۸؍مارچ بروز پیر بعد نماز مغرب بمقام جامعہ اشرف المدارس چوبارہ لیہ میں تحفظ ناموس رسالت وختم بخاری کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد ساجد نے حاصل کی۔ ہدیہ نعت عبدالغنی، طاہر بلال چشتی، غلام حسین تونسوی نے پیش کیا۔ کانفرنس سے مولانا محمد احمد شاہ جمالی، مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث، مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خطابات ہوئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی نے آخر میں درس حدیث دیا۔ کانفرنس سے مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد واساس ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث نے کہا کہ کفر اپنا بھیس بدل بدل کر اسلامی عقائد پر حملہ آور ہے، ہمیں اپنے عقائد کا تحفظ کرنا ہوگا۔ حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی نے کہا کہ مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ مدارس اسلام کی شناخت کو برقرار رکھنے کا کردار ادا کررہے ہیں۔ آخر میں سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے اپنے دست مبارک سے فضلاء کرام کو دستار فضیلت پہنائی اور آپ کی دعا کے ساتھ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا رشید، قاری احسان اللہ، قاری امین لیہ کے امیر مولانا محمد حسین، قاری رمضان، قاری منور، مولانا اصغر تمیمی، مولانا غلام مصطفیٰ ودیگر علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔ کانفرنس کی نگرانی قاری عبدالشکور نے کی اور مولانا عبدالرحمن جامی اور ان کے رفقاء کرام کانفرنس کی کامیابی کے لئے مصروف رہے۔ اللہ رب العزت تمام ساتھیوں کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

حضرت مولانا عبدالرشید خان بستوی رحمۃ اللہ علیہ

علم وعمل کی ایک تابندہ تصویر!

کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا شفیق احمد بستوی

ہماری زندگی میں کچھ ایسی شخصیات نمایاں ہوتی ہیں جو اپنی گوناگوں خوبیوں اور ہمہ جہت کمالات کے سبب ہمارے ذہن وضمیر میں اپنا انمٹ نقش چھوڑ جاتی ہیں، پھر وہ زمان ومکان کے فاصلاتی بعد کے باوجود ہمہ وقت ہمارے ذہن وضمیر کی دنیا میں ایسی رچی بسی رہتی ہیں کہ ان کو بھلایا نہیں جاسکتا اور بالخصوص جبکہ ان سے ذاتی نوعیت کی وابستگی اور تعلق داری قائم ہو، ایسی شخصیات کی جدائی اور ابدی مفارقت بلاشبہ سوہانِ روح بن جاتی ہے اور دل ودماغ ایک ناقابل بیان صدمہ ورنج کی کیفیت سے دوچار ہوجاتے ہیں، بعدازاں جب جب وہ یاد آئیں تو بس زیرلب دعائیں اور سرد آہیں فقط قلب وروح کا ساتھ نبھاتی ہیں۔

کچھ اسی طرح کی شخصیت احقر کی زندگی میں حضرت مولانا عبدالرشید خان صاحب بستوی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جو تقریباً احقر کے ہم عمر اور ہم وطن وہم زمانہ ہی صرف نہ تھے بلکہ بہت سے اساتذۂ کرام سے استفادہ میں بھی شریک تھے، خصوصاً وحید العصر وشیخ الادب دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا وحیدالزمان کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کرنے میں ہم دونوں ہی سابق ولاحق کے طور پر شریک رہے، یاد آتا ہے کہ غالباً ۱۹۸۴ء میں انجمن تہذیب الکلام طلبا ضلع بستی کے قلمی وعلمی ترجمان ماہنامہ ''عقاب'' کی ایک ادارت مولانا عبدالرشید مرحوم کے پاس تھی اور انجمن کی نظامت احقر کے پاس تھی اس دور سے ہی مولانا مرحوم ادبی ذوق کا بہترین مظاہرہ فرمارہے تھے اور اچھوتے مضامین سپرد قرطاس وقلم فرمارہے تھے، زمانہ طالب علمی کا اختتام ہوا تو احقر وطن سے دور افتادگی کا ہدف ٹھہرا اور مولانا مرحوم تدریسی خدمات کی انجام دہی کے لئے دارالعلوم اسلامیہ بستی اور دارالعلوم ہوجائی آسام تشریف لے گئے، جہاں انہوں نے اپنی عمرعزیز کا ایک بیش قیمت اور طویل حصہ گزار کر بے شمار تشنگانِ علم دین کو اپنے علم وفن سے سیراب کیا، بعدازاں مادر علمی ازہرالہند دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات کے لئے تشریف لائے اور ایک زمانہ بھرپور جہد مسلسل کے ساتھ گزارا جہاں اپنے کئی اساتذہ کرام کی معیت وشفقت سے بہرہ ور ہوئے اور پھر دیوبند ہی کے ہوکر رہ گئے، چنانچہ قدرتی اسباب کے تحت مولانا مرحوم حضرت العلام مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ کے نوتاسیس عربی میڈیم ادارہ جامعۃ الامام انورشاہ دیوبند میں اپنی خدمات کا تسلسل برقرار رکھتے ہوئے تشریف لے آئے اور پھر تاحیات اسی ادارہ سے وابستہ رہے۔ آج سے دس سال قبل احقر کو دیوبند کی حاضری کا موقع ہوا تو مولانا عبدالرشیدؒ کے ہاں ہی قیام رہا، اس موقع پر جامعۃ الامام انورشاہ دیکھنے کا بھی شرف حاصل ہوا، جہاں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی مکمل تعلیم عربی زبان میں دی جارہی ہے یعنی دوران سبق افہام وتفہیم کی زبان خالص عربی ہے، چنانچہ اسی وجہ سے وہاں زیرتعلیم طلبا کی عربی زبان بہت اچھی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں عصری تقاضوں کے پیش نظر انگلش بھی سکھائی جاتی ہے، مولانا مرحوم نے اس ادارہ میں رہ کر حضرت علامہ انظر شاہ صاحب کشمیریؒ کے سایۂ شفقت میں تدریسی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ ادارہ کے قابل قدر وقیع مجلہ ماہنامہ ''محدث عصر'' کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے اور حضرت علامہ انظر شاہ کشمیریؒ کے بعد ان کے صاحبزادۂ ذی وقار حضرت مولانا سید احمد خضر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ کے دست راست رہے، مولانا مرحوم کے عربی اور اردو مقالات مختلف جرائد ومجلات میں شائع ہوتے رہے۔

احقر سے مولانا مرحوم کا تعلق قلبی اور بڑا مثالی تھا۔ چنانچہ متعدد بار پاکستان تشریف لائے تو قیام احقر کے ہی غریب خانہ پر رہا، ایک سفر میں تو حضرت علامہ انظر شاہ کشمیریؒ کے ہمراہ تشریف لائے تو بھی قیام کے لئے احقر کے غریب خانہ کو ہی ترجیح دی، جو کہ مولانا مرحوم کی احقر کے ساتھ قلبی وابستگی کی دلیل ہے۔ یہاں شہر کراچی کے مختلف مدارس وجامعات میں بھی مولانا کے بہت اچھے اور علمی بیانات ہوئے جن کی وجہ سے یہاں کافی لوگ مولانا مرحوم کو عقیدت ومحبت سے یاد کرتے ہیں۔ مولانا نے احقر کی مسجد میں بھی کئی بار جمعہ کی نماز سے قبل بیان فرمایا جس سے لوگوں کو

بھا فیض پہنچا۔ بحمد اللہ!!

یہاں دیار سندھ میں چند قدیم تاریخی مقامات ہیں جہاں مولانا کے ہمراہ احقر کو بھی جانے کا اتفاق ہوا، چنانچہ ’’دیبل‘‘ کا وہ تاریخی مقام جہاں محمد بن قاسمؒ اپنی پوری جماعت سمیت کشتیوں سے اترے تھے اور پھر سندھ کے مغرور و ظالم حکمران راجہ داہر سے جنگ لڑی تھی، یہ ساحل ’’دیبل‘‘ کے مقام پر ہے، جس کو اب ’’بھنبھور‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مولانا کے ساتھ اس مقام پر جانا ہوا جہاں اب حکومت نے ایک تاریخی میوزیم بنادیا ہے، جس کو دیکھ کر تاریخی مطالعہ کے کچھ گوشے عیاں ہوتے ہیں، حضرت مولانا بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ وہاں کے تاریخی احوال و واقعات اپنی یادداشت کی ڈائری میں جمع فرماتے رہے اندازہ یہ ہے کہ کم و بیش بیس سے پچیس صفحات کا مواد جمع کیا ہوگا، مگر کم قسمتی یا قسمت کی ستم ظریفی کہیے کہ جب مولانا مرحوم یہاں سے حضرت شاہ صاحبؒ کے ہمراہ کراچی سے دہلی کی پرواز پر تشریف لے گئے تو دہلی ایئرپورٹ پر مولانا مرحوم کا وہ بیگ بھی نہیں مل سکا جس میں وہ تاریخی احوال پر مشتمل مواد اکٹھا کیا تھا، مولانا مرحوم کو اس کا بڑا افسوس بھی ہوا۔ بہر حال یہ بھنبھور کا تاریخی مقام حضرت مولانا مرحوم نے بڑی دلچسپی سے دیکھا محمد بن قاسمؒ کے ہاتھوں تعمیر کی گئی طویل و عریض مسجد کی باقیات اور قطعۂ بھنبھور کے کھنڈرات اور دیبل کا ساحل بڑی تسلی اور اطمینان کی کیفیت میں دیکھا، پھر ہم نے ٹھٹھہ شہر کی شاہ جہانی مسجد دیکھی جو کہ شاہ جہاں بادشاہ نے تعمیر کروائی ہے، یہ بھی دہلی اور لاہور کی شاہی مسجدوں کی طرح شاہی مسجد ہے جو فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے۔ ہم مولانا کے ساتھ ضلع ٹھٹھہ کے ایک تاریخی قصبہ میں گئے جہاں دیوبند کے روحانی آثار و انوار محسوس ہوتے ہیں، جس کا نام ’’سونڈہ‘‘ ہے یہاں کی جامع مسجد میں ایک حجرہ ہے جس میں حضرت شیخ الہندؒ نے دوران سفر قیام فرمایا تھا، اسی بنا پر اس کے دروازہ کے اوپر ’’حجرۂ شیخ الہند‘‘ کی تختی لگی ہوئی ہے، یہاں دارالعلوم دیوبند کے چند فضلاء آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی قبل تشریف لائے تھے جو زمانہ کے اعتبار سے کچھ متقدم و متاخر تھے تاہم یہ سب لوگ دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی یا پہلی نصف صدی کے فضلاء کرام تھے کیونکہ ان حضرات کی جو اکابر دارالعلوم سے مکاتبت و مراسلت ہوئی اس کے خطوط اور تحریری تاہنوز محفوظ ہیں، جنہیں راقم الحروف نے دیکھا ہے، ان خطوط میں حضرت مولانا رفیع الدینؒ اور حضرت شیخ الہندؒ اور بعد کے مشائخ و اکابر کے خطوط ان کے دستخطوں کے ساتھ ہیں، اس حجرہ اور مسجد میں واقعتاً اللہ والوں کے انوار و برکات محسوس ہوتے ہیں۔

اس قصبہ سے ملحقہ قبرستان میں ایسے آثار نمایاں ہیں جو اسلام کی ابتدائی صدیوں کی علامات معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ حضرت مولانا عبدالرشیدؒ کے ہمراہ ہی اس قبرستان میں جاکر دیکھا تو قبروں پر لگے ہوئے پتھروں، نیزے، تلواروں اور ڈھال کے نقوش کندہ ہیں، جنہیں دیکھ کر ماہرین آثار قدیمہ یہی کہتے ہیں کہ یہ قبرستان اور اس سے ملحقہ میدان محمد بن قاسم ثقفیؒ اور راجہ داہر کے مابین برپا ہونے والے ایک معرکہ کی جگہ اور میدان ہے اور اس میں شہید ہونے والے لوگ یہیں مدفون ہیں، اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ جہادی معرکوں میں شہید ہونے والوں کی قبروں پر آلات حرب کے نقش کندہ کردیئے جاتے تھے۔

مولانا عبدالرشید بستویؒ کے ہمراہ اندرون سندھ کے ایک قدیم شہر نصرپور جانا ہوا جہاں احقر پہلے بھی جاچکا تھا مگر مولانا مرحوم کی معیت میں جاکر ایک علمی فائدہ ہوا کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی کہ یہ نصرپور وہ تاریخی شہر ہے جہاں اسلام کی ابتدائی صدیوں میں چار سو محدثین تھے، علاوہ ازیں بڑے بڑے فقہاء اور علماء بھی گزرے ہیں جن میں سے کئی حضرات اصحاب تصانیف کثیرہ ہیں، یہ بات مولانا مرحوم کے ذریعہ معلوم ہوئی اور مزید ایک بات یہ بھی مولانا نے تاریخی حوالوں سے بتائی کہ نصرپور ہی وہ جگہ ہے جہاں ہاتھوں سے ٹائلیں بھٹی میں تیار کی جاتی ہیں جو کہ ہند و پاک و ایران اور دیگر اسلامی ریاستوں میں بنی ہوئی تاریخی عمارات میں استعمال ہوئی ہیں حتیٰ کہ ٹھٹھہ کی شاہی مسجد میں جو ٹائلیں نیلی و سفید رنگت والی لگی ہوئی ہیں وہ ساری اسی نصرپور کی بھٹیوں میں تیار ہوئی ہیں، چنانچہ ہم اپنے میزبان مولانا ڈاکٹر تاج محمود قاضی صاحب کے ساتھ ایک بھٹی دیکھنے کے لئے گئے، جہاں یہ ٹائلیں تیار ہوتی ہیں، بھٹی والے نے خاطر داری کرتے ہوئے ہمیں ایسی دو ٹائلیں ہدیہ میں پیش کی جن میں سے ایک پر لفظ ’’اللہ‘‘ اور دوسری پر لفظ ’’محمد‘‘ لکھا ہوا تھا اور اس نے بتایا کہ یہ ٹائل سازی کی صنعت نصرپور میں صدیوں پرانی صنعت ہے، یہاں سے کئی ممالک میں یہ ٹائلیں جاتی ہیں اور زمانہ ماضی میں بھی جاتی تھیں۔

یہ چھوٹا سا شہر نصرپور عہد رفتہ کی ایک یادگار اور ہمارے اسلامی علوم و فنون کی عظمت و برتری کی پرانی تصویر ہے جس میں ہم اگر غور و خوض کریں تو بہت ساری علمی تحقیقات کے گوشے

عیاں ہوں گے۔ میں نے مولانا عبدالرشید بستویؒ کو وہاں پہنچتے ہی یہ کہا: مولانا یہاں کی زمین کا پانی بہت ہی شاندار، شیریں اور شفاف ہے، یہ بات ایک مجلس میں ہوئی تو نصرپور کے ہمارے میزبان ڈاکٹر مولانا تاج محمود قاضی صاحب نے بتایا کہ جے پور کے راجہ مان سنگھ کے پینے کے لئے پانی یہیں نصرپور سے سواریوں پر لے جایا جاتا تھا، میں نے اس پانی کی شیرینی اور شفافیت کا سبب جاننے کے لئے سوال کیا تو بتایا گیا کہ دریائے سندھ کسی زمانے میں یہیں سے گزرتا تھا، جہاں اب نصرپور کی آبادی کا بڑا حصہ آباد ہے، رفتہ رفتہ دریا نے اپنا راستہ کافی دور کرلیا ہے جو کہ دریائی بہاؤ کے لئے قدرتی عمل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرشید بستویؒ کو اندرون سندھ کی کچھ مزید تاریخی جگہوں کو دیکھنے کا شوق تھا تو ہم نے ایک دن مولانا کے ساتھ لمبے سفر کا پروگرام بنایا، چنانچہ ہم کراچی سے چل کر نوشہرہ فیروز ضلع کے ایک شہر کنڈیارو پہنچے، جہاں دو جلیل القدر علمی شخصیتوں سے ملاقات ہوئی حضرت مولانا محمد قاسم سومرو اور ان کے صاحبزادہ مولانا ڈاکٹر محمد اویس سومرو جو کہ آج کل اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان کے ممبر بھی ہیں۔ ایک رات ہم نے ڈاکٹر سومرو صاحب کے گھر پر قیام کیا اور ان کے والد ماجد مولانا قاسم سومرو صاحب مدظلہ کے گھر قائم ان کی ذاتی لائبریری دیکھی جس میں ہزاروں کتب ورسائل کا ذخیرہ موجود ہے۔ ڈاکٹر سومرو نے بتایا کہ انہوں نے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنے کے لئے ۱۹۴۷ء سے لے کر مقالہ لکھنے کے زمانہ غالباً ۲۰۰۰ء تک کے سندھی زبان میں جتنے رسائل شائع ہوئے ہیں سب کا ذخیرہ اکٹھا کیا جن کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے، یہ لائبریری قاسمی لائبریری کے نام سے موسوم ہے، جس سے کافی اہل تحقیق وریسرچ استفادہ کرتے ہیں۔

ہم دوسرے دن صبح کو ناشتہ کرکے شکارپور اور پھر اس کے آگے شہدادکوٹ ”سیرت لائبریری“ کی زیارت کے قصد سے نکلے۔ سکھر سے جب شکارپور کے راستہ پر گامزن ہوئے تو کچھ دیر بعد ایک مقام آیا جہاں مولانا ادریس سومرو صاحب نے مولانا عبدالرشید بستویؒ کو بتایا کہ اس مقام پر ہم کچھ دیر رکنا چاہتے ہیں، کیونکہ یہاں چند قبریں ہیں جن کے بارے میں اہل علم لوگوں میں معروف ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں، مگر ان کے نام صراحت کے ساتھ ہمارے علم میں نہیں ہیں، چنانچہ ہم لوگ گاڑی سے اترے اور ان پانچ قبروں کے پاس پہنچے تو وہاں کچھ مزید قبریں بھی تھیں جو ان کے خاندان کے دیگر افراد کی قبریں بتائی جاتی ہیں، بالکل ہی سادہ جگہ دائیں بائیں جنگلی درختوں کی موجودگی کچھ عجیب سی وحشت ناکی کا نقشہ کھینچ رہی تھی، مگر سچ یہ ہے کہ اس جنگل میں بھی ان نیک نفوس قدسیہ کی موجودگی کے سبب بڑے انوارات محسوس ہوئے، وہاں ہم کچھ دیر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد شکارپور کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ بھی پاکستان کا ایک معروف مگر چھوٹا سا شہر ہے، یہاں کی کوئی قابل ذکر خاص چیز تو ہمیں نہیں معلوم البتہ یہاں اچار سازی کی صنعت پورے ملک میں مشہور ہے، چنانچہ درجنوں قسم کے اچار یہاں بنائے جاتے ہیں جن میں گوشت کا اچار، مچھلی کا اچار اور تمام ہی اقسام کی سبزیوں کے اچار یہاں بنائے جاتے ہیں، بہرحال آگے چل کر ہم لوگ عصر کے قریب شہداد پور پہنچے۔

”سیرت لائبریری“ کے قریب ہی مسجد میں نماز ادا کی گئی، پھر سیرت لائبریری میں داخل ہوئے، یہ لائبریری بھی قاسمی لائبریری کے برابر یا اس سے کچھ بڑی ہوگی، اس کی خاص بات کتب سیرت کا ذخیرہ ہے۔ چنانچہ لائبریری کے مالک نے ہندو پاک میں شائع ہونے والی سیرت پاک پر ہر کتاب بلا امتیاز مکتب فکر اپنے اس ذخیرہ میں اکٹھا فرمائی ہوئی ہے۔ مولانا عبدالرشید صاحب کا تعارف ڈاکٹر اویس سومرو نے کرایا تو اتفاق سے ”رجال السند والہند“ کا ترجمہ جو مولانا موصوف نے کیا اور احقر کے ادارہ سے شائع ہوا ہے وہ بالکل قریب ہی رکھا ہوا تھا تو مالک سیرت لائبریری مولانا کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے۔ احقر کے لئے یہ معلوماتی سفر مولانا عبدالرشید بستویؒ کی برکت سے ہوا، وقت کی کمی تھی ورنہ اندرون سندھ کی کچھ قدیم تاریخی جگہیں بھی مولانا دیکھتے جاتے مگر مولانا فرماتے کہ چلیں بقیہ مقامات کی زیارت ان شاء اللہ! آئندہ سفر میں کریں گے۔

مولانا مرحوم نے احقر کی خواہش پر ”رجال السند والہند“ کا ترجمہ فرمایا۔ اسی طرح شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رسالہ کا ترجمہ ”اسلامی آداب زندگی“ کے نام سے فرمایا، یہ دونوں احقر کے مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ اردو بازار کراچی سے شائع ہوئے ہیں، علاوہ ازیں مولانا کی تالیف ”امثال ومحاورات“ عربی اردو، اسی طرح ”درحدیث دیگراں“ بھی شائع ہوکر مقبولیت پاچکی ہیں، مولانا کی چند کتب احقر کے پاس کمپوز شدہ طباعت کے لئے تیار صورت میں موجود ہیں ان شاء اللہ! ان کو بھی شائع کیا جائے گا، ان میں ”امثال ومحاورات“ اردو سے اردو،

"شہر رسول" شامل ہیں، ان کتب ومسودات کے تذکرہ سے سمجھا جاسکتا ہے کہ مولانا مرحوم کا احقر سے کیسا سچا اور علمی ذوق کا تعلق تھا۔

یہاں شہر کراچی میں مولانا عبدالرشید بستویؒ سے محبت وعقیدت کا تعلق رکھنے والے حضرات کافی سارے ہیں ان میں سے چند قابل ذکر شخصیات یہ ہیں: حضرت الاستاذ مولانا مفتی عبدالرؤف خان غزنوی مدظلہ جو کہ مولانا عبدالرشید بستویؒ کے زمانہ تدریس دارالعلوم میں خود بھی مدرس تھے یہاں دوران سفر مولانا مرحوم سے بڑی محبت اور شگفتہ مزاجی کا برتاؤ فرمایا گھر پر کھانے کی دعوت اور ہدیہ وتحفہ کی صورت میں شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا، جب حضرت غزنوی صاحب مدظلہ کو مولانا مرحوم کے انتقال پُر ملال کی خبر ملی تو بڑی افسردگی اور غم ورنج کی حالت محسوس کی اور کافی دیر تک مولانا مرحوم کا تذکرہ فرماتے رہے، یہاں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں بخاری شریف جزء ۲ کا سبق پڑھاتے ہیں، حضرت نے سبق کے دوران طلبا کے سامنے مولانا مرحوم کا متعدد بار تفصیل سے ذکر کیا اور ان کے لئے طلبا کے ساتھ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام فرمایا۔ واضح رہے کہ کراچی کی متعدد دینی درسگاہوں میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا شمار صف اول میں ہوتا ہے، دورۂ حدیث میں تقریباً سات سو طلبا ہوتے ہیں۔ اس کے بانی ومؤسس علامہ سیّد محمد یوسف بنوری صاحب "معارف السنن" ہیں جو کہ علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں۔

اسی طرح جناب حضرت قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی مدظلہ بھی مولانا مرحوم سے بڑا قلبی اور عقیدت مندانہ تعلق رکھتے ہیں، موصوف شعبۂ حفظ وتجوید میں مہارت تامہ کے علاوہ حفظ وناظرہ اور قاعدہ کے شعبوں میں تعلیم کے ساتھ تربیت کی محنت بہت شاندار طریقہ سے کررہے ہیں۔ چنانچہ موصوف نے "تحفۃ المدرسین" "تجوید کی اہمیت" اور "فیض رحمانی یعنی طریقۂ تدریس قاعدہ نورانی" جیسی بیش قیمت کتابیں تالیف فرمائی ہیں اور ان پر مولانا مرحوم کے قلم سے تقاریظ موجود ہیں۔ قاری صاحب تجوید وقرأت کی تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ تربیت کا بڑا عمدہ اور طویل تجربہ رکھتے ہیں، مختلف مدارس وجامعات میں تدریسی دورہ جات کا اہتمام فرماتے ہیں، جن سے مدرسین کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ آج کل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی مسجد خاتم النبیین میں تدریس وتربیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا کے انتقال کی خبر سن کر حیرت وافسوس کی گویا تصویر بن گئے اور بتانے لگے کہ مولانا مرحوم سے میری تقریباً ہر مہینہ ٹیلی فون پر گفتگو ہوتی تھی، قاری صاحب نے اپنے مدرسہ میں اور تلامذہ سے ان کی درسگاہوں میں مولانا مرحوم کے لئے قرآن کریم پڑھوا کر ایصال ثواب کا اہتمام کیا اور دیگر تلامذہ سے بھی کرایا، ہمارے ادارہ میں بھی مولانا کے ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم کی تلاوت اور دعا کا اہتمام کیا گیا۔

مولانا مرحوم کی معیت میں ایک علمی لطیفہ

اس وقت سننے اور دیکھنے کا موقع ہوا جبکہ راقم الحروف مولانا بستوی کو ایک بڑے عالم دین مفسر قرآن ومحدث ذی شان سے ملاقات کرانے لے گیا تو مولانا نے مذکورہ عالم دین بلکہ علامہ صاحب سے دوران گفتگو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جی ہاں حضرت علامہ کشمیریؒ کی سیرت وسوانح پر ایک کتاب احقر نے لکھی ہے جس کا نام "علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی ہشت پہلو شخصیت" ہے، تو وہ علامہ صاحب بول پڑے کہ ہشت پہلو کے بجائے درست تعبیر "ہشت جہت" ہے۔ مولانا مرحوم نے پلٹ کر جواب دیا کہ حضرت اردو لغت میں "ہشت پہلو" ہی درست ہے نہ کہ "ہشت جہت" مگر علامہ صاحب نے اس

تحفظ ختم نبوت کانفرنس پیر کمال جوآنہ بنگلہ

مظفرگڑھ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پیر کمال جوآنہ بنگلہ ضلع مظفرگڑھ کے زیر اہتمام مدرسہ فیض القرآن میں ۱۸؍اپریل بروز جمعرات بعد از نماز ظہر تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی نگرانی مولانا شفیق الرحمن صدیقی نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کی خدمات مولانا محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سرانجام دیں۔ کانفرنس کا آغاز قاری محمد زاہد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ہدیۂ نعت سیّد احمد الحسینی نے پیش کیا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید فاروقی، مولانا انیس الرحمن، مولانا خالد مکی مظفرگڑھ، مولانا کریم بخش جامعہ عمر بن خطاب اور شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے خطابات ہوئے۔ اس موقع پر حفظ قرآن کریم کرنے والے طلبا کی دستار بندی بھی ہوئی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ ہے کہ ہر قسم کے رد وبدل، تحریف سے محفوظ ہے، یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ کانفرنس میں مولانا قاری عمر حیات، مولانا ثناء اللہ، مولانا احمد، مولانا ابوذر، قاری حنیف، مولانا محبوب یزدانی، قاری محمد صدیق ودیگر علماء کرام نے بھی شرکت کی۔

کوتسلیم نہ کیا، وہ بزعم خویش اردو دانی میں مہارت رکھتے ہیں، حالانکہ وہ صاحب زبان بھی نہیں ہیں بلکہ پشتو زبان والے ہیں، خیر ہم اس ملاقات سے فارغ ہوکر رات کو واپس آ گئے۔ مولانا کا قیام احقر کے آفس میں تھا، جہاں ٹیلی فون لگا ہوا تھا، جب صبح ہم نے فجر کی نماز ادا کرلی تو احقر نے فیروز اللغات اردو میں ''ہشت پہلو'' کی تعبیر دیکھی تو وہاں درج تھی لیکن ''ہشت جہت'' والی تعبیر قطعی طور پر نہیں ملی، تو میں نے مولانا سے عرض کیا کہ رات کو علامہ صاحب اپنی اردو دانی پر ناز کرتے ہوئے ''ہشت جہت'' والی تعبیر کی درستگی پر مصر تھے، حالانکہ ان کی تعبیر تو اردو لغت میں ہے ہی نہیں! تو مولانا نے بتایا کہ رات واپس آتے ہی میں نے لغت میں یہ تعبیر دیکھ کر علامہ صاحب کو رات ہی فون کر دیا تھا کہ درست تعبیر ''ہشت پہلو'' ہی ہے، مجھے یہ سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ علامہ صاحب اصلی پٹھان اور گرم مزاج والے ہیں، عام طور پر ان سے لوگ بے تکلف بات کرنے کا حوصلہ نہیں کر پاتے، مگر مولانا عبدالرشید بستویؒ نے ان علامہ صاحب کو ''قائل و قانع کرکے چھوڑا'' دراصل یہ علامہ صاحب حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں، چنانچہ انہوں نے بیٹے کا نام انور شاہ رکھا ہے، چونکہ یہ علامہ بنوریؒ کے شاگرد رشید ہیں، اس لئے علامہ کشمیریؒ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔

مولانا مرحوم کے لئے یہاں اندرون سندھ اور پنجاب کے مختلف مدارس میں دعاؤں اور ایصال ثواب کا سلسلہ رہا اور کئی لوگ تعزیت کے جذبے سے احقر سے فون پر رابطہ کرتے رہے، چند بار مولانا نے پاکستان آکر محبتوں کی وہ سوغات لوگوں میں تقسیم فرمائی کہ یہاں دوران قیام اجنبیت کا قطعی احساس نہیں ہوتا تھا اور مولانا بھی اپنائیت محسوس کرتے تھے۔ مولانا کے ایک ہم سبق اور بے تکلف دوست بھی ایک مدرسہ کے مدیر ومہتمم ہیں جنہوں نے دورۂ حدیث مولانا کے ساتھ ہی دارالعلوم دیوبند سے کیا ہے، وہ مولانا اسعد زکریا قاسمی صاحب ہیں۔ موصوف بھی مولانا کے انتقال سے بڑے غمزدہ ہوئے اور اپنے مدرسہ میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا۔ اسی طرح ایک برمی نژاد فاضل دیوبند بھی مولانا کے درسی ساتھی یہاں کراچی میں ہی مقیم ہیں اور ایک مدرسہ البنات چلارہے ہیں اور دیگر مدرسہ میں تدریس فرماتے ہیں ان کا نام نور حسین قاسمی ہے۔ موصوف نے بھی بڑے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے گراں قدر دعاؤں سے مولانا مرحوم کو یاد کرتے رہے۔

مولانا مرحوم کی شخصیت سادگی، سنجیدگی، متانت کے ساتھ خوش طبعی اور ہمہ وقت علم دوستی سے عبارت ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی ہمہ جہت علمی وقلمی مشغولیات کے تناظر میں اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ صحافتی خدمات، ترجمہ وتالیف کے کام کے علاوہ ملک کے مختلف علاقوں میں دروس ومواعظ کا سلسلہ بھی قائم رکھتے تھے، کئی مدارس وجامعات کے مشیر ایڈوائزر کی حیثیت سے بھی کام کرتے تھے۔ بہرحال اللہ رب العزت نے مولانا مرحوم سے علمی حلقوں میں بڑا گراں قدر کام لیا ہے اور احقر یہ امید کرتا ہے کہ مولانا بستویؒ کے علمی وقلمی کارنامے اور خدمات ان کے لئے عظیم صدقۂ جاریہ ہیں اور آخرت کے لئے بہترین ذخیرہ ہیں، ملک وبیرون ملک پھیلے ہوئے مولانا کے سینکڑوں تلامذہ بھی ان کا علمی سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں احقر دست بہ دعا ہے کہ وہ اپنی شان کریمی کے صدقہ مولانا مرحوم کو بھرپور اعزاز و اکرام سے نوازے اور تمام تر صغائر وکبائر کو معاف فرما کر رفع درجات سے ہمکنار فرمائے اور آخرت کی تمام منازل میں کامرانی وسرخروئی عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان بالخصوص اہل خانہ اور تمام اعزہ واقرباً کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

تحفظ ناموس رسالت پروگرام کروڑلعل عیسن

کروڑلعل عیسن.... (مولانا محمد ساجد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کروڑلعل عیسن کے زیر اہتمام ۱۶/مارچ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب، بمقام عیدگاہ کروڑ تحفظ ناموس رسالت پروگرام منعقد ہوا۔ قاری محمد ارشد کی تلاوت سے آغاز ہوا۔ حافظ عکاشہ اسماعیل نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا عبدالقدوس گجر، مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا محمد ساجد ضلعی مبلغ لیہ کے بیانات ہوئے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرکے شرکاء کے ایمان کو جلا بخشی۔ پروگرام میں قاری حبیب اللہ فتحپور، مولانا اشفاق، قاری ثناء اللہ، مولانا عبدالستار، مولانا نواز، مولانا عبدالحمید، مولانا عبدالقادر، قاری عبدالشکور، قاری یونس ودیگر احباب نے شرکت کی۔ اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے مفتی فاروق، حافظ معاذ ظہور اور دیگر کارکنان ختم نبوت نے بھرپور محنت کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی پروگرامز

خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ کی شاخ میں حاضری: بہاول پور میں خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور کی شاخ جامع مسجد و مدرسہ زینت الاسلام اور مدرسہ کی بنیاد جامعہ صدیقیہ اور دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم نے ۲۰۱۴ء میں رکھی اور خانقاہ کے سجادہ نشین اور مدرسہ کا مہتمم اپنے فرزند ارجمند حضرت میاں محمود احمد مدظلہ کو مقرر فرمایا۔ اس وقت مدرسہ میں ۱۵۰ مسافر طلبا ۱۸ اساتذہ کرام کی نگرانی میں مصروف تعلیم و تربیت ہیں۔

خانقاہ دین پور شریف کے طرز پر حضرت میاں محمود احمد ہر روز مغرب کی نماز کے بعد ذکر کراتے ہیں اور قرب و جوار اور مضافات سے تشریف لانے والی خواتین و حضرات کا روحانی علاج کرتے ہیں۔ اللہ پاک دین پور شریف کے روحانی اثرات و ثمرات کو قیامت تک جاری و ساری رکھیں۔

۱۵ر مارچ ۲۰۱۹ء کو احمد پور شرقیہ جاتے ہوئے تھوڑی دیر تک حضرت میاں محمود احمد مدظلہ کی خدمت میں رہے اور ان سے دعائیں لیں اور اگلے سفر پر روانہ ہوگئے۔ حضرت میاں محمود مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا محمد احمد میاں سے تھوڑی دیر مجلس رہی۔

خانقاہ نعمانیہ میں طلبا سے خطاب: جامعہ نعمانیہ نظامیہ حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے متعلقین جو خاکوانی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں نے بنایا۔ یہ ملتان کا قدیم ترین مدرسہ ہے۔ جس کی بنیاد ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں رکھی گئی۔ ہمارے نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ بھی اسی ادارہ کے فیض یافتہ ہیں۔ ادارہ کے منتظمین بریلوی مکتب سے تعلق رکھتے تھے، لیکن اساتذہ کرام ہمیشہ دیوبندی مسلک سے متعلق رہے ہیں۔ بریلوی مسلک کے نامور عالم دین حضرت علامہ احمد سعید کاظمی نے حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ سے شکایت کی کہ حضرت آپ کے خدام اپنے جامعہ میں دیوبندی مسلک کے علماء کرام کو مدرس رکھتے ہیں۔ آپ انہیں مسلک کی پابندی کی ہدایت فرمائیں تو حضرت تونسویؒ نے فرمایا کہ: میرے ادارہ میں بھی اساتذہ کرام دیوبندی ہیں۔ تو کاظمی صاحب خاموش ہوگئے۔

آج کل جامعہ کے صدر المدرسین مولانا عطاء الرحمن مدظلہ ہیں، جو فاضل دیوبند مولانا محمد احسنؒ حافظ والا تحصیل جلال پور پیروالا کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۲۷ر مارچ ۲۰۱۹ء کو جامعہ کے طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔

مدرسہ تعلیم القرآن قصبہ بدھ: راقم کے مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف کے ساتھی اور میرے حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز مولانا عبداللطیف مدظلہ قصبہ بدھ ضلع مظفر گڑھ میں مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے ادارہ چلا رہے ہیں۔ موصوف تعلیم کے زمانہ سے متحرک و فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں زیر تعلیم تھے۔ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ اور مولانا عبدالروف ربانی کے ساتھ مل کر جمعیت طلبا اسلام کے پلیٹ فارم سے بھرپور حصہ لیا، یہ وہ زمانہ تھا جب جمعیت طلبا اسلام کا طوطی بولتا تھا۔ جناب اسلوب قریشی مرکزی صدر، سید مطلوب علی زیدی مرکزی جنرل سیکریٹری اور پنجاب کے صدر رانا شمشاد علی خان اور نائب صدر مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ، جناب ندیم اقبال اعوان شہید حاصل پوری پنجاب کے معروف راہنماؤں میں سے تھے۔ حاجی جاوید احمد پراچہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور طلبا یونین کے صدر تھے۔ مولانا عبداللطیف متحرک طلبا میں سے تھے فراغت کے بعد ''بدھ''، ضلع مظفر گڑھ میں خطیب و مدرس مقرر ہوئے۔ اب تک اسی مدرسہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنے مدرسہ میں ۲۹ر مارچ جمعۃ المبارک کے روز جلسہ رکھا جس میں راقم کو بھی فرمائش کی۔ چنانچہ راقم نے جمعہ سے قبل عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، عظمت اور حقانیت پر بیان کیا۔ آخری مقرر نبیرہ حضرت تونسویؒ مولانا عبدالحمید تونسوی مدظلہ تھے۔

دین پور شریف میں حاضری: پچھلے کسی شمارہ میں دین پور شریف، بانی دین پور حضرت میاں غلام محمد دین پوریؒ، حضرت ثانی دین پوری حضرت میاں عبدالہادیؒ کے متعلق تفصیلی مضامین آچکے ہیں۔ حضرت ثانی سائیں کی وفات

۱۹۷۸ء میں ہوئی۔ حضرت ثانی سائیں کے جانشین حضرت ثانی کے فرزند ارجمند حضرت میاں سراج احمد دین پوری بنائے گئے۔ موخرالذکر اپنے لخت جگر تو نظر حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم کا اپنے پیر کی طرح احترام فرماتے تھے۔ موخرالذکر کی وفات کے بعد حضرت سائیں میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ سجادہ نشین مقرر کیے گئے۔ سائیں مسلک کے اعتبار سے پکے ٹھکے دیوبندی ہیں۔

راقم نے ۱۲؍اپریل ۲۰۱۹ء صبح کی نماز کے بعد سفر شروع کیا۔ سفر کا پہلا پڑاؤ دین پور شریف میں ہوا۔ حضرت سائیں کی خدمت میں حاضری دی اور آپ کی دعائیں لے کر اگلے سفر پر روانگی ہوئی۔ مولانا محمد عبداللہ دین پوری ہمارے حضرت مولانا عبدالمجید دین پوری شہیدؒ کے برادر اکبر ہیں اور ان کے فرزند ارجمند مولانا سیف اللہ سلمہ نے ہمارے ہاں ملتان سے تین ماہ کا دورہ ختم نبوت کیا۔ خان پور میں جب بھی آمد ہوتی ہے۔ مولانا محمد عبداللہ کی خدمت میں حاضری ہوتی ہے۔ آپ کی مجلس میں مولانا عبدالسمیع دین پوری مدظلہ سے بھی ملاقات ہوئی۔

موصوف ایک عرصہ حضرت درخواستی کے جامعہ مخزن العلوم میں درجہ کتب میں مدرس ہے، آج کل تدریس کے بجائے دین پور کا دنی جامع مسجد ملی میں درس قرآن مجید پر اکتفا فرماتے ہیں۔ عرصہ دراز کے بعد ان کی ملاقات غیر مترقب ثابت ہوئی۔ نیز شیخ ... سلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے پوتے حضرت مطیع الرحمن درخواستی کے فرزند ارجمند مولانا حبیب الرحمن درخواستی مدظلہ اور ان کے فرزند سے ملاقات ہوئی۔

مولانا نعمان لدھیانوی سے تعزیت:

موصوف مولانا رشید احمد لدھیانوی کے فرزند ارجمند اور جانشین ہیں۔ مولانا رشید احمد لدھیانویؒ نے جامعہ ختم نبوت کے نام سے مدرسہ بنایا، اس کا اہتمام ان کے چھوٹے بیٹے مولانا انیس الرحمن لدھیانوی کے ہاتھ میں ہے۔ مولانا رشید احمد ۱۹۶۷ء میں ریلوے جامع مسجد رحیم یار خان کے خطیب بنے، ان کی وفات کے بعد ریلوے جامع مسجد کی خطابت ان کے فرزند اکبر مولانا عمار الحسن لدھیانوی کے حصہ میں آئی۔

مولانا رشید احمد لدھیانوی نے عباسیہ ٹاؤن میں جامع مسجد تعمیر کرائی اس کی خطابت کے فرائض ان کے منجھلے بیٹے مولانا نعمان لدھیانوی سلمہ سرانجام دے رہے ہیں۔ چند ماہ قبل مولانا رشید احمد لدھیانویؒ کی بیوہ کا انتقال ہوا تو راقم نے سندھ کا تبلیغی سفر شروع کرنے سے پہلے ریلوے جامع مسجد میں مولانا کے فرزندان گرامی مولانا عمار الحسن، مولانا نعمان لدھیانوی سے ملاقات کی۔ مرحومہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا نیز مرحومہ کی دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

دفتر ختم نبوت رحیم یار خان: تھوڑی دیر دفتر ختم نبوت سرکلر روڈ میں آرام کیا اور مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی سلمہ، نگران محمد سفیان، محب العلماء جناب سیّد توصیف احمد ہاشمی سے ملاقات کی اور عصر کی نماز سے قبل سندھ کا سفر شروع کیا۔

درگاہ مخدوم شاہ صدر عثمانؒ گوٹھ فراش، سکھر

آپ کا اسم گرامی شاہ عثمان قریشی تھا اور والد محترم کا نام حضرت میاں بہاؤالدین قریشی تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۵ ربیع الاول ۵۹۰ھ مطابق ۲۰؍مارچ ۱۱۹۶ء میں ہوئی۔ آپ نے انتہائی مختصر مدت (چھ سال) میں علم حدیث، فقہ، مناظرہ اور دیگر مروجہ علوم میں مہارت حاصل کی اور دو سال میں علم تصوف اور توحید میں عبور حاصل کر کے سلسلہ سہروردیہ کا فیضان جاری فرمایا اور مراقبات و مکاشفات میں ترقی کرتے ہوئے فنافی اللہ کا درجہ حاصل کیا۔ نیز تین سال کی مختصر ترین مدت میں حضرت شاہ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور خرقہ خلافت جو مجاہدہ کے وقت استعمال فرماتے تھے وہ بھی مخدوم شاہ عثمان کو پہنا دیا۔

آپ کا سلسلہ سہروردیہ شیخ شہاب الدین سہروردی ولادت ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۲۵ء وفات ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۵ء سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کا مزار شریف بغداد عراق میں مرجع عوام وخواص ہے۔ پنجاب میں سلسلہ سہروردیہ کو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی وجہ سے عروج نصیب ہوا، جن کا مزار قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں ہے۔ حضرت شاہ عثمان قریشیؒ نے روحانی تربیت حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ سے لی اور شیخ کے حکم سے سندھ کو میدان تبلیغ بنایا ہزارہا انسانوں کو آپ کی وجہ سے اللہ اللہ کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

آپ کا مزار سکھر لاری اڈا سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر گوٹھ فراش میں مرجع عوام وخواص ہے۔

راقم الحروف کو ۱۵؍اپریل ۲۰۱۹ء کا جمعہ پڑھنے کی سعادت گوٹھ فراش نصیب ہوئی اور حضرت والا کے مزار شریف پر حاضری اور فاتحہ خوانی کی سعادت نصیب ہوئی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا بشیر احمد فاضلپوریؒ کا سانحۂ ارتحال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، بانی دارالعلوم کبیر والا حضرت مولانا عبدالخالقؒ المعروف حضرت صدر صاحب کے شاگرد رشید، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سابق امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزادؒ، خطیبِ پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، خطیب خوش الحان حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ کے کلاس فیلو (ہم سبق)، مولانا بشیر احمد فاضل پوریؒ ۹رفروری ۲۰۱۹ء کی رات کو انتقال فرما گئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے نوے برسوں سے کم از کم ساٹھ سال عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری، قادیانیت کے تعاقب اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گزارے۔ وہ تقریباً نصف صدی سکھر ڈویژن کے مبلغ رہے۔ بعدازاں مرکزی مبلغ اور صدر المبلغین بھی رہے۔ آپؒ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے دورِ امارت میں سکھر ڈویژن سمیت سندھ کے بہت سارے علاقوں میں مبلغ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

حضرت خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ کے دورِ امارت میں مرکز کے مبلغ اور مرکزی صدر المبلغین بنادیئے گئے۔ انہوں نے تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں پروانہ وار حصہ لیا اور قید و بند کے مصائب و آلام کو برضا ورغبت برداشت کیا۔ نیز انہوں نے تحریک نظامِ مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں سکھر سندھ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔

وہ ایک مرنجان مرنج، عبدیت وانکساری کے پیکر انسان تھے۔ وہ گفتگو کے خوگر انسان تھے۔ ناممکن کو ممکن بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جو ارباب اقتدار سے گفتگو اور انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، قادیانیت کی ملک وملت کے خلاف سازشوں سے آگاہ کرنے میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ وزیراعظم سے لے کر ایک چپراسی تک کو ختم نبوت کی عظیم الشان تحریک سے روشناس کرنے میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مولانا بشیر احمدؒ نے یہ فن حضرت قاضی صاحبؒ سے سیکھا۔ موصوف بھی اقتدار سے تعلق رکھنے والوں کو قادیانیت کی ملک وملت کے خلاف سازشوں سے آگاہ کرتے رہے، وہ اکابرین کی روایات کے امین تھے، انہیں ہزاروں واقعات یاد تھے۔ انہوں نے اپنی رنوجہ برادری کے کئی ایک نوجوانوں کو دین متین کے زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ وہ جنوبی پنجاب کے معروف خطیب مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے، انہوں نے اپنی زندگی کا ایک اہم حصہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت و آبیاری میں گزارا۔ وہ اپنی دلنشین گفتگو سے سامعین کو محوحیرت کردیتے۔ قائدین تحریک ختم نبوت کے ہزاروں واقعات ان کی نوک زبان پر تھے۔ گزشتہ چند سالوں سے اپنی کمزوری کی وجہ سے تبلیغی اسفار چھوڑ دیئے تھے یا ان کے فرزندان گرامی نے چھڑوادیئے۔ ان کی ہمت اولوالعزمی کی حد تک تھی، وہ ناممکن کو ممکن بنالیتے۔ حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے بعد انہوں نے اپنی برادری کو سنبھالا ان کے باہمی تنازعات اور شکررنجیوں کو دور کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں کسی حد تک کامیابی بھی حاصل کی۔ برادری کے خورد و کلاں انہیں احترام کی نظروں سے دیکھتے اور ان کی گفتگو کو فرمان کا درجہ دیتے۔ جب تک سفر کرنے کی طاقت رہی تبلیغی اسفار جاری رکھے، جب کمزوری بڑھی تو بیٹوں نے سفر سے روک دیا۔ ۹ اور ۱۰رفروری ۲۰۱۹ء کی درمیانی رات کو انتقال فرمایا اور ۱۰رفروری کو ظہر کی نماز کے بعد فاضل پور بستی رنوجہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں اور مبلغین مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیزالرحمن ثانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا حافظ محمد انس، مولانا فقیراللہ اختر، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اقبال میلسوی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت کئی ایک حضرات سمیت ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام اور عوام الناس نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِ باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو بھیجئے

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ **ناصر الدین خاکوانی** مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340